(TQ Lesson 300 Surah Haaqqah 1-52 tafsir (1

سورۃ الحاقۃ مکی سورۃ ہے 52 آیات اور 2 رکوع پر مشتمل ہے آپ غور کریں تو رونگٹے کھڑے کردینے والی، دہلا دینے والی، کلیجہ پانی کردینے والی دل ، دماغ ، آنکھیں اور جسم کے جو اعضاب ہیں سب کو لرزا دینے والی اس کے پہلے ہی لفظ کو اس کا نام قرار دیا گیا اس کے دو نام اور بھی ہیں **السلسلۃ** اور **الداعیۃ**۔ اس سورۃ کا موضوع پہلا رکوع آخرت کے متعلق ہے اور دوسرا رکوع قرآن کے **مُنَزَّل مِنَ اللّٰہِ** اور محمد ﷺ کے رسولِ برحق ہونے سے متعلق ہے پھر آپ دیکھئے کہ پیچھے آپ نے سورۃ الواقعہ پڑھی تھی سورۃ الواقعہ اور سورۃ الحاقۃ دونوں میں بڑی گہری مشابہت ہے آپ ناموں کے لحاظ سے بھی دیکھیں تو الواقعۃ ، واقع ہوکر رہنے والی اور الحاقہ لکھنے میں بھی آپ دیکھیں کہ وزن ردیف قافیہ ملتا ہے پھر جو بڑی گہری مشابہت ہے دونوں میں قیامت کا اثبات اور اس کے حال کی تصویر ہے منظر کشی ہے دونوں میں **وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ** اور **وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ** کے انجام کی تفصیل ہے دونوں میں قرآن مجید کی صداقت اور حقانیت پر قسم کھائی گئی ہے اور اس کے ساتھ سورۃ الحاقۃ کو سورۃ القلم سے بھی گہری مناسبت ہے اور دونوں کا مضمون ملتا جلتا ہے

آیت نمبر 1۔ الْحَاقَّةُ

ترجمہ۔ ہونی شدنی!

اور یہاں پر اللہ تعالی نے جو قیامت کی منظر کشی کی ہے الفاظ کا چناؤ بڑا زبردست بڑا سخت ہے
الْحَاقَّةُ () مَا الْحَاقَّةُ() وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ

الْحَاقَّةُ (ح ق ق) حق سے ہے معنی کیا ہیں؟ **ہونی شدنی** وہ واقعہ جس کو لازماً پیش آ کر رہنا ہے۔ جس کا آنا برحق ہے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور اللہ رب العزت نے قیامت کے لئے وہ لفظ استعمال کیا ہے کہ اس لفظ کا استعمال خودبخود بتاتا ہے کہ قیامت آ کر رہے گی اور **الْحَاقَّةُ** یہ اسم فاعل ہے یہ قیامت کا ایک صفاتی نام ہے۔ پھر آپ دیکھیں کہ اللہ رب العزت کا یہ کہنا کہ **مَا الْحَاقَّةُ** اور تم کیا جانو کہ وہ حاقہ کیا ہے اس کے معنی کیا ہیں کہ کسی چیز کی اہمیت کا احساس دلانے کے لئے کسی چیز کی شدت کو ظاہر کرنے کے لئے بعض اوقات مخاطب سے یوں بھی کہا جاتا ہے کہ تم کیا جانو کہ وہ چیز کیا ہے تو آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے پہلے کہا وہ حق ہونے والی ہے پھر کہا کہ

آیت نمبر 2۔ مَا الْحَاقَّةُ

ترجمہ۔ کیا ہے وہ ہونی شدنی؟

مَا الْحَاقَّةُ کیا ہے وہ حق ہونے والی تمہیں کچھ خبر ہے کہ وہ کیا ہے پھر تیسری بات کہی کہ وہ ایسی کچھ حق ہونے والی ہے وہ ایسا کچھ واقعہ ہونے والا ہے ایسا کچھ ہونے والا ہے اور تم کیا جانونکہ وہ کیا ہے جو ہو جانے والا ہے

آیت نمبر 3۔ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ

ترجمہ۔ اور تم کیا جانو کہ وہ کیا ہے ہونی شدنی؟

آپ دیکھئے کہ قرآن مجید میں ہمیں سورۃ القارعہ کا بھی یہی انداز ملتا ہے **الْقَارِعَةُ () مَا الْقَارِعَةُ () وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ (1-3 القارعہ)** عظیم حادثہ۔ کیا ہے وہ عظیم حادثہ۔ تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے۔ تو کبھی آپ کسی جگہ جاتی ہیں اور خدانخواستہ آپ کو کوئی حادثہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے اور وہاں پہ حادثہ میں اموات بھی واقع ہو چکی ہیں اور گاڑیاں آپس میں بالکل ہی ختم ہوں جیسے پچھلے دنوں میں ہسپتال جارہی تھی تو اوپر جو ہائے وے تھا اس سے لوہے سے بھرا ہوا ایک ٹرک تھا جب وہ الٹا تو نیچے جن گاڑیوں پہ گرا تو وہ بالکل ختم ہو گئی لوگ مر گئے اور ایک آدمی جس ہسپتال میں میری appointment تھی پاؤں کی تو جب میں وہاں پہنچی تو پتہ چلا کہ ایک صرف ہم نہیں بہت سے لوگ وہاں نہیں پہنچ سکے تھے۔ پھر ایک دو دن بعد پھر appointment تھی تو میں گئی تو پتہ چلا کہ کوئی آدمی تھا جس کو باقاعدہ ایوارڈ ملنے والا تھا اور وہ اس گاڑی میں سفر کر رہا تھا اور آپ سوچیں کہ کیسے تیاری سے وہ گیا ہوگا۔ تو بعض اوقات کیا ہوتا ہے کہ انسان جو چیز اس پر آنے والی ہوتی ہے اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تو یہاں پر اعصاب کو پوری طرح جھنجوڑنے کے لئے، احساسات کو جگانے کے لئے، دماغ کی جو حسیات ہیں ان کو بیدار کرنے کے لئے انسان غفلت میں ڈوبا ہوا ہے غفلت کی لمبی ، ٹھنڈی اور گہری نیند میں ہر وقت ہر دم مصروف رہتا ہے تو اللہ رب العزت نے بڑے خوبصورت انداز میں بڑے سخت انداز میں اس کا احساس دلایا ہے اور آپ یہ بھی دیکھیں یہاں پر جو لفظ استعمال کیا ہے وہ کیا ہے؟ **وَمَا أَدْرَاكَ** اور **أَدْرَاكَ** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ **دَرَكَ** اس کے معنی ہوتے ہیں پکڑنا، پانا اور ادراک کیسے حاصل کیا جاتا ہے؟ **(د ر ک)** گہرائی میں جا کر کسی چیز پر پوری طرح جب آپ غور فکر کرتے ہیں تو تب کہیں جا کر آپ کو اس کا ادراک ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ **دَرکَ** اور **دَرَجَ** ایک ہی چیز کے دو نام ہیں سیڑھیوں پر جب نیچے سے اوپر کو چڑھیں تو یہ تو ہے **دَرَجْ** اور جب اوپر سے نیچے آئیں تو یہ ہے **دَرَکْ** تو جیسے جنت کے **دَرَجَات** ہیں نا تو جہنم کے کیا ہیں **دَرَکَات** ہیں تو **أَدْرَاكَ** کے معنی ہیں کسی چیز کا درجہ بدرجہ اپنی غاعت کو پہنچنا، کسی چیز کا اپنے وقت پر پہنچنا، جیسے **اَدْرَکَ الثَّمَر** پھل کا پک جانا پھل کیسے پکتا ہے ایک دن میں پک جاتا ہے نہیں درجہ بدرجہ پکتا ہے اسی طرح **اَدْرَکَ الوَلَدْ** لڑکے کا بالغ ہونا پھر اسی طرح اس کے معنی ہیں کسی چیز کا دوسری کو مل کر اسے پا لینا جیسے اب نیچے اترنا ہے تو جیسے رسی کو پکڑ پکڑ کر نیچے گہرائی میں اترا جائے تو ایک چیز سے دوسری چیز کو جوڑ کر پھر یہاں تک کہ آپ اس مقام پر پہنچ جائیں اس انتہا کو پہنچ جائیں جہاں آپ پہنچنا چاہتے ہیں اور اس انتہا کو پا لیں تو آپ تصور کریں کہ یہاں پر یہ الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ **وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ** اور تم کیا جانو کہ وہ حاقہ کیا ہے تو اصل میں یہ حروف استفہام احساس دلانے کے لئے ہیں یہ سارا سوالیہ انداز ہے اچھا سورۃ الحاقۃ جس کا انداز اتنا زبردست ہے اور دو سوالات سے سامعین کو چونکایا گیا ہے اب آگے آتی ہے وہ بات کہ وہ کیا چیز ہے جس سے لوگوں کو ڈرایا گیا ہے اور اس بات کو پیش کرنے سے پہلے لوگوں کو اس لئے جگایا گیا ہے تاکہ وہ اس کی اہمیت کو سمجھیں اس کی شدت کو محسوس کریں کہا

آیت نمبر 4۔ كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ

ترجمہ۔ ثمود اور عاد نے اُس اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت کو جھٹلایا

كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ جھٹلایا ثمود نے اور عاد نے ثمود **بِالْقَارِعَةِ** ثمود اور عاد نے **الْقَارِعَةِ** کو جھٹلا دیا اب آپ دیکھئے کہ اب یہاں یہ بتایا جارہا ہے کہ اہل مکہ اکیلے تم ہی تو نہیں جو کہ قیامت کو اور اس کے آنے کو اور اس کے وقوع کو جھٹلا رہے بلکہ قوم ثمود اور قوم عاد انہوں نے بھی **الْقَارِعَةِ** کو جھٹلایا ہے اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ یہاں پہ اللہ رب العزت تاریخ سے مثال دے رہے ہیں اور مثال کے ذریعے سے یہ بات سمجھا رہے ہیں کہ دو قومیں جو اپنے زمانے کی بڑی پہنچی ہوئی قومیں تھیں اور انہوں نے بھی **الْقَارِعَةِ** کو جھٹلایا تو ایک قوم کا نام کیا تھا؟ ثمود اور دوسری قوم کا نام کیا تھا؟ عاد اور ثمود کے بارے میں اللہ رب العزت قرآن میں فرماتے ہیں کہ قوم ثمود کیسی تھی؟ فرمایا کہ قوم ثمود جو تھی **وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (9 الفجر)** اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں؟ ایسی قوم تھی کہ وادی میں چٹانیں تراشا کرتی تھی اور پھر اسی طرح قوم عاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں **أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ () إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ () الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (6-8۔ الفجر)** تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا (6) اونچے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ (7) جن کے مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی؟ اتنی عظیم اتنی بڑی بڑی عمارتیں بنانے والی بڑی شان و شوکت والی دنیا میں اونچے اونچے ستونوں پر عمارتیں کھڑی کرنے والی اتنی بے نظیر قوم۔ قوت، شان و شوکت کے اعتبار سے دنیا میں اس کی نظیر،اس کی مثل کوئی دوسری قوم نہیں تھی تو قوم عاد اور قومِ ثمود اور آپ دیکھیں کہ اس حصے میں ہمیں یہ بات بھی پتہ چلتی ہے جیسے اللہ رب العزت ایک اور جگہ کہتے ہیں جیسے سورۃ الاعراف آیت 69 میں کہ **وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً** تو تم کو جسمانی ساخت میں خوب تنومند کیا جسمانی اعتبار سے بڑی مضبوط تھی **فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (15۔فصلت (حم السجدہ))** عاد کا حال یہ تھا کہ وہ زمین میں کسی حق کے بغیر بڑے بن بیٹھے اور کہنے لگے "کون ہے ہم سے زیادہ زور آور" **مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً** اب سوچیں کیا زبردست تھا ان کا انداز جھٹلانے کا کیا تھا کبر ان کے اندر کیسے وہ غرور سے بھرے ہوئے تھے کہ پکار اٹھے کہ کون ہے جو ہم سے زیادہ زور آور ہے اور آپ پڑھ چکیں **وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ (130- الشعراء)** اور تم نے جب کسی پر ہاتھ ڈالا جبار بن کر ڈالا تو یہ تھی قوم عاد اور دوسری قوم جو کون سی تھی؟ قوم ثمودلیکن ان قوموں نے کیا کیا تھا **فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ (12۔ الفجر)** زمین پر فساد ہی فساد کیا اور انہوں نے نمبر 1- **الْقَارِعَةِ** کو جھٹلایا نمبر 2۔ دو انہوں نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور اللہ کا انکار کیا تو اب یہاں پہ آپ یہ بھی دیکھ لیجئے **الْقَارِعَةِ** کہتے کسے ہیں **(ق ر ع)** کسی چیز کو کسی چیز پر زور سے مارنا کہ اس سے سخت آواز نکلے اور مثلا اہلِ عرب کہا کرتے تھے **قَرَعَتْ هُمُ الْقَارَعۃ** فلاں قبیلے یا قوم کے لوگوں پر سخت آفت آگئی پھر اسی طرح **(ق ر ع)** کے مطلب کیا ہوتا ہے **قَرَعَ الْبَاب** دروازہ کھٹ کھٹانا اب دروازہ کھٹ کھٹانا کیا ہے اب دروازہ جب کھٹ کھٹایا جاتا ہے تو زور زور سے آواز آنے لگتی ہے تو **الْقَارِعَةِ** کے معنی ہیں کھڑ کھڑانے والی **الْقَارِعَةٌ** ہر وہ چیز جو انسان پر شدت کے ساتھ نازل ہو **الْقَارِعَةٌ** قیامت کا صفاتی نام ہے اور قیامت کے دن کائنات کی تمام چیزیں ایک دوسرے سے ٹکرا ٹکرا کر آوازیں پیدا کریں گی جب سمندر میں طغیانی آتی ہے تو

کیا ہوتا ہے لہریں ایسے لگتا ہے باتیں کر رہی ہیں ایک دوسرے کے گلے مل رہی ہیں انسانوں کے کندھوں سے وہ اوپر ہو جاتی ہیں تو انسان گھر بستیاں شہر ملک سمندر کی لہروں کے سپرد ہو جاتے ہیں اسی طرح پھر ہوائیں جب چلتی ہیں چھتوں کو اڑا کر لے جاتی ہیں تو اب یہاں بھی بتایا جارہا ہے کہ قیامت اتنی شدید ہوگی اتنی سخت ہوگی کہ اُس دن جب تمام کائنات میں ایک ٹوٹ پھوٹ پیدا ہوگی جب وہ حق ہونے والی حق ہو جائے گی جب وہ واقع ہونے والی واقع ہو جائے گی تو اُس دن ہوگا کیا کہ ہر چیز ایک دوسرے سے ٹکرائے گی اور پھر آواز پیدا کرے گی تو یہ جو **الْقَارِعَةِ** ہے ٹکرانے والی حقیقت،(قیامت) اس کا قومِ عاد اور قومِ ثمود نے انکار کیا کیسی ان کی جرأت تھی کیسا ان کا انکار تھا اور اہلِ مکہ تم بھی یہی کچھ کر رہے ہو۔ پھر فرمایا

آیت نمبر 5۔ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ

ترجمہ۔ تو ثمود ایک سخت حادثہ میں ہلاک کیے گئے

فَأَمَّا ثَمُودُ پس رہے ثمود **فَأُهْلِكُوا** پس وہ ہلاک کر دئیے گے **بِالطَّاغِيَةِ**ایک سخت حادثے سے اب آپ دیکھئے کہ یہاں پہ **بِالطَّاغِيَةِ** آیا ہے اس کا مادہ کیا ہے **(ط غ و) (ط غ ی)** اور اس کے معنی ہیں سرکشی۔ یہ مصدر بھی ہو سکتا ہے یا پھر صفت اور مبالغے کا صیغہ ہے صفت کہتے ہیں یہ جو " ة" آئی ہے یہ مبالغے کے لئے ہے ویسے بھی قیامت کے جتنے نام ہیں سارے مؤنث استعمال ہوئے تو **بِالطَّاغِيَةِ** تو ثمود جو تھے ایک سخت **بِالطَّاغِيَةِ** سے ہلاک کر دئیے گے یہ **طَّاغِيَة** جو ہے اسی کو سورۃ الاعراف 78 میں اللہ نے **فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ** کہا زبردست زلزلہ سورۃ ھود آیت 67 میں اس کے لئے **الصَّيْحَةُ** زور کا دھماکہ زور کی چنگھاڑ چیخ سورۃ حم السجدہ (فصلت) آیت 17 اس میں اس کو **فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ** عذاب کے کڑکا اس کا نام دیا گیا اور یہاں اس کے لئے **الطَّاغِيَةِ** حد سے زیادہ سخت حادثے سے تعبیر کیا گیا اب آپ سوچیں ایک ہی واقعہ ہے اور اس کے لئے چار مختلف نام استعمال کیے گئے گویا کہ چاروں قسم کا عذاب اس کے اندر تھا اتنا شدید عذاب اس کو دیا گیا تو سوچیں کہ اس قوم کے گناہوں کی شدت کا حال کیا تھا (قوم ثمود)**الرَّجْفَةُ** گویا کہ ان پر زبردست زلزلہ آیا پھر ساتھ ہی **الصَّيْحَةَ** زور کا دھماکہ چیخ پھر **صَاعِقَةُ الْعَذَابِ** عذاب کا کڑکا تھا اور پھر یہاں پہ **الطَّاغِيَةِ** حد سے زیادہ سخت حادثہ جو تھا اس نے ان کو آ پکڑا اور آپ سورۃ الشمس کو دیکھیں کہ **كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا (11- الشمس)** ثمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر جھٹلایا۔ وہاں پہ طغیانی ان کے اندر تھی جس طرح کہ انسان کے اعمال ہوتے ہیں اسی شدت کا پھر اللہ کا عذاب ہوتا ہے۔ **كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوَاهَا () إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا () فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقْيَاهَا () فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوَّاهَا () وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا (11-15- الشمس)** ثمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر جھٹلایا۔ جب اُس قوم کا سب سے زیادہ شقی آدمی بپھر کر اٹھا۔ تو اللہ کے رسول نے اُن لوگوں سے کہا کہ خبردار، اللہ کی اونٹنی کو (ہاتھ نہ لگانا) اوراُس کے پانی پینے (میں مانع نہ ہونا)۔ مگر انہوں نے اُس کی بات کو جھوٹا قرار دیا اور اونٹنی کو مار ڈالا آخرکار اُن کے گناہ کی پاداش میں ان کے رب نے ان پر ایسی آفت توڑی کہ ایک ساتھ سب کو پیوند خاک کر دیا۔ اور اسے (اپنے اس فعل کے) کسی برے نتیجے کا کوئی خوف نہیں ہے۔

آیت نمبر 6۔ وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ

ترجمہ۔ اور عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیے گئے

وَأَمَّا عَادٌ پس رہے عاد **فَأُهْلِكُوا** پس وہ ہلاک کر دئیے گئے **بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ** اب آپ دیکھیں کہ یہاں پہ سب سے پہلے جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ کیا ہے **رِيحٍ** کہ وہ ہلاک کر دئیے گئے اور جب ان کو ہلاک کیا گیا تو کس سے ہلاک کیے گئے؟ ہوا سے۔ اب آپ دیکھیں کہ ہوائیں اچھی بھی ہوتی ہیں اور بری بھی ہوتی ہیں **رِيح** معروف لفظ ہے ہوا کے لئے آتا ہے مادہ ہے اس کا **(ر ی ح)** **رِيح** کی جمع ہے **رياح** اور جب رحمت کی ہوائیں مراد ہوتا ہے تو پھر یہ لفظ کیسے استعمال ہوتا ہے؟ جمع کا صیغہ آتا ہے اور جب عذاب دینے والی ہوا مراد ہوتا ہے؟ تو پھر واحد کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ ہوتی وہ واحد ہے**(رِيح)** ہوا یعنی واحد کا صیغہ ہےلیکن شدت کے لحاظ سے جمع **(رياح)** کی کیفیت اور اس کی صفات اس کے اندر پائی جاتی ہیں دوسرا لفظ اہم ہے **صَرْصَرٍ** اب آپ دیکھیں قرآن مجید میں جو عذاب کی ہوائیں ہیں یا ناگوار ہوائیں اس کے لئے تیرہ لفظ آئے ہیں اور **صَرْصَرٍ** کا باروھاں درجہ ہے **صَرْصَرٍ** کہتے ہیں سخت ٹھنڈی ہوا، تیز اور سائیں سائیں کرنے والی ٹھنڈی ہوا ،سناٹے کی ہوا تو **صَرْصَرٍ** ایسی ہوا کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ جس کے اندر تیزی بھی ہو اور اس کے ساتھ اس میں ٹھندک بھی ہو اور بعض تو یہ بھی کہتے ہیں کہ پھر اس کے ساتھ اس کی صفت ہے کہ وہ ہوا شدید بھی ہو ،تیز بھی ہو۔ یعنی سخت ٹھنڈی تیز سرد سائیں سائیں کرنے والی سائن سائن کا مطلب کیا ہے؟ کہ آوازیں پیدا کرے اندر گھس جائے۔ **عَاتِيَةٍ** **عَتَوّ** سے ہے اور **عَتَوّ** کا لفظ جو ہے **(ع ت و)** یہ **طَغٰی** کا اگلا درجہ ہےاور **عَتَوّ** کی تعریف میں نے آپ کو بتائی تھی **عُتُوّ: يَدِلُّ عَلىٰ اِسْتِكْبَارًا** ایسی سرکشی جو تکبر کی بنا پر ہو انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر اللہ کی حکم سے سرکشی کرے۔ تو فرمایا اور رہے عاد ایک بڑی شدید طوفانی آندھی سے تباہ کر دیئے گے کیونکہ ان قوموں نے بھی طغیانی دکھائی **عَتَوّ** دکھایا تو پھر ایسا ہی عذاب ان پر بھیجا گیا اور قوم عاد پر جو ہوا بھیجی گئی تھی جو ان پر عذاب آیا تھا جو شدید طوفانی ہوا تھی وہ کیسی تھی؟

آیت نمبر 7۔ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو مسلسل سات رات اور آٹھ دن اُن پر مسلط رکھا (تم وہاں ہوتے تو) دیکھتے کہ وہ وہاں اِس طرح پچھڑے پڑے ہیں جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں

سَخَّرَهَا چلائے رکھا "**هَا**" کی ضمیر کس کے لئے آئی ہے؟ **رِيح** کے لئے ہوائیں بھی مؤنث ہوتی ہیں **عَلَيْهِمْ** ان پر **سَبْعَ لَيَالٍ** 7 راتیں **وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ** اور 8 دن عربی زبان میں آپ دیکھیں کہ جو یہ عدد معدود ہوتے ہیں ایک دوسرے کے الٹ آتے ہیں **لَيل** واحد ہے **لَيَالٍ** جمع ہے اور یہاں پر **لَيَالٍ** جو ہے کیا ہے یہ مؤنث ہے اور عدد مذکر آیا ہے **سَبْعَ۔ سَبْعَةٌ** بھی آ سکتا تھا نا تو **سَبْعَ** آیا ہے اسی طرح **وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ۔ يَوم** واحد مذکر ہے **أَيَّام** اس کی جمع ہے اور اس کی جو گنتی آئی ہے وہ مؤنث آئی ہے **وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ** اور آٹھ دن۔ اب رات پہلے آئی ہے اور دن بعد میں کیونکہ رات پہلے ہی آتی ہے اور دن بعد میں آتا ہے تو 7

راتیں اور 8 دن مسلسل ان پر یہ **بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ** چلتی رہی۔ آگئے **حُسُومًا** کا لفظ آگیا ہے اور **حُسُومًا (ح س م)** یہ لفظ بہت اہم ہے اس کے اندر تین باتیں خاص طور پر پائی جاتی ہیں پہلی چیز کیا ہے کہ تکلیف اور نحوست کا ہونا دوسری چیز تسلسل اور تیسری چیز قلع قمع کر دینا جیسے کسی چیز کے نشان کو زائل کر دیا جائے مٹا دیا جائے جیسے **حَسْمُ الدَّاءِ** مسلسل داغ دے کر زخم کرنا پھر اس کے نشان مٹا دینا یا آپ یوں دیکھیں کہ اگر کہیں پانی کسی چھت پر گرتا رہتا ہے تو اب کیا ہے کہ جیسے بارش طوفان بن کر آئی اور پھر کیسے آئی کہ وہ ایک تکلیف اور نحوست تھی پھر مسلسل آتی رہی اور یہاں تک کہ وہ جو عمارت تھی چھت تھی اس کو ختم کر دیا گرا کر رکھ دیا اسی طرح **حَسَمَ** کے معنی ہوتے ہیں جڑ سے کاٹنا کیوں جڑ سے کاٹنا ؟ اس لئے کہ وہ ایک نحوست تھی اور مسلسل جب کسی چیز کو کاٹا جائے اوپر سے یہاں تک کہ نیچے تک پہنچ گیا جڑ سے کاٹ کر اس کو رکھ دیا اسی طرح **حَسْمُ الحرق** بھی آتا ہے رگ کاٹ کر اس کو داغ دینا تاکہ خون بند ہو جائے بہرحال **حُسُومًا** کا لفظ منحوس کے لئے بھی آتا ہے اور اس کے ساتھ جو ہے لگاتار تو مصیبت کا ہونا اور پھر لگاتار ہونا تو **حُسُومًا** یہ مصیبت تھی لگاتار تھی۔ **فَتَرَى الْقَوْمَ** پس تو دیکھتا قوم کو، فرمایا اگر تم وہاں ہوتے تو دیکھتے **فِيهَا** کے اس میں، قوم کے لوگ جو اس کے اندر تھے کیسے ہیں؟ **صَرْعَىٰ** اور اس کا مادہ ہے **(ص ر ع)** یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے گرنے کے لئے کسی کا اس طرح سے گرنا کہ جیسے بالکل ہی پچھاڑا ہوا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہاں پہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر تم دیکھتے کہ یہ لوگ ویسے تو اتنی عظیم قوم کہ کہتی تھی کہ کوئی ایسا ہے جو ہمارے مقابلے کا ہے؟ کون ہے جو قوت میں ہم سے بڑھ کر ہے؟ لیکن جب اللہ کا عذاب آیا تو اللہ کے عذاب نے انہیں اس طرح نیست و نابود کر دیا انہیں اس طرح گرایا کہ کاش تم وہاں پر ہوتے اور پھر تم دیکھتے کہ یہ بس گرے پڑے ہیں اور ویسے بھی آپ دیکھیں تو قرآن میں گرنے کے لئے لفظ استعمال ہوئے ہیں 19 اور اس میں یہ جو **صَرْعَىٰ** ہے اس کا تیروھاں درجہ ہے **صَرْعَىٰ** کیسے گرنا ہے؟ گھبراہٹ اور اضطراب کی وجہ سے زمین پر گر پڑنا یا پھر یہ کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی بےہوش ہو جاتا ہے کوئی مصیبت دیکھی پریشانی دیکھی اور مصیبت پریشانی کو دیکھتے ہی جب کوئی بےہوش ہوتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے پھر دھڑام سے وہ زمین پر گرتا ہے پھر یہ نہیں کہ اپنے آپ کو سنوار رہا ہے دیکھ رہاہے کہ میرا کپڑا کدھر ہے میری حالت کیا ہے میں کس جگہ پر گر رہا ہوں بلکہ پھر کیا ہوتا ہے کہ بس وہ دھڑام سے یک مشت، یکدم وہ شخص نیچے گر جاتا ہے تو یہ **صَرْعَىٰ** جو ہے یہ کشتی میں اپنے حریف کو زمین پر پٹخ دینا، پچھاڑ دینا۔ تو کبھی آپ نے کُشتی دیکھی ہو تو اس میں بھی کیا ہوتا ہے کہ مدمقابل کو دوسرا شخص کیا کرتا ہے بس ایسے دے مارتا ہے کہ وہ بے بسی سے نیچے چت گرا پڑا ہے تو اسی طرح یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور بےہوشی کے لئے بھی یہ لفظ آتا ہے **(ص ر ع)** کے معنی پھر کیا ہیں جیسے مرگی کی بیماری جس میں انسان بےہوش ہو کر پٹاخ سے زمین پر ایسے گرتا ہے جیسے کسی نے پٹخ دیا ہو اضطراب اور گھبراہٹ کی وجہ سے زمین پر گرنا۔ کہ ان کا حال کیا تھا؟ **فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ** اگر تم وہاں پہ ہوتے اس میدان میں تو تم دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح چت گرے پڑے ہیں، پچھڑے پڑے ہیں **كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ** گویا کہ وہ ہیں **أَعْجَازُ** اب آپ دیکھیں (ع ج ز) کسے کہتے ہیں پچھلا حصہ یہ جڑوں کو بھی کہتے ہیں کیونکہ کسی بھی چیز کا پچھلا حصہ تو درخت کا پچھلا حصہ اس کی جڑیں ہیں تنے کا پچھلا حصہ کیا ہے؟ جڑیں۔ تو جسم کے پچھلے حصے کے لئے بھی آتا ہے تو اب یہاں پہ کہا جا رہا ہے کہ درخت کی جڑوں کی طرح تو گویا کہ وہ تھے **أَعْجَازُ نَخْلٍ** اور **نَخْلٍ** کیسے کہتے ہیں؟ کھجور کو تو گویا کہ وہ کھجور کے بوسیدہ تنے تھے یا پھر یہ کہ اس کی جڑیں تھے۔ **خَاوِيَةٍ** کا مطلب کیا ہوتا ہے **(خ و ی)** اس کے معنی ہوتے ہیں کھوکھلا اب آپ دیکھیں کہ ویسے انسان کے اندر جب روح ہوتی ہے تو روح جسم کو آباد

رکھتی ہے روح نکل جاتی ہے تو انسان کا جسم اندر سے خالی ہو جاتا ہے جونہی روح نکلتی ہے انسان پھر گر جاتا ہے جہاں بھی ہوتا ہے جس حال میں بھی ہوتا ہے اسی طرح یہاں پہ جو کھجور کے درخت کی مثال دی گئی ہے تو کھجور کے درخت بڑے لمبے اونچے ہوتے ہیں اور عرب کے علاقے میں کھجور کے درخت کثرت سے پائے بھی جاتے تھے لیکن کھجور کے درخت جب ان میں ٹوٹ پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے جب وہ گرتے ہیں تو کیسے ہوتے ہیں؟ کہ طویل القامت ہونے کے باوجود جب وہ گرتا ہے تو ایسے کہ بس بالکل ڈھے جاتا ہے اگر کوئی لمبی چیز اگر اس کو تندو تیز ہوائیں ہلائیں تو چاروں شانوں سمیت جیسے چت گر پڑا جیسے طویل القامت کھجور کے درخت نیچے گرتے ہیں ٹوٹ پھوٹ کھوکھلے بوسیدہ بالکل اسی طرح قوم عاد کے لوگ بڑے مضبوط جسم والے طاقتور تھے، طویل القامت تھے وہ کہتے تھے **مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً** کون ہے ہم سے زور آور۔ لیکن جب اللہ کا عذاب ان پر آیا تو لمبے قد ہونے کی وجہ سے گرتے ہی ان کے سر تن سے جدا ہو گئے ان کے دماغ کا بھیجا باہر نکل آیا اور یوں معلوم ہوتا تھا گویا کہ وہ کھجوروں کے بےجان اور کھوکھلے تنے ہیں جو کہ پڑے ہوئے ہیں تو ایسا شدید عذاب ان پر آیا **كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ** آپ ذرا تصور کریں اس بات کا۔

آیت نمبر 8۔ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ

ترجمہ۔ اب کیا اُن میں سے کوئی تمہیں باقی بچا نظر آتا ہے؟

اب اللہ تعالیٰ ایک سوال رکھتے ہیں اب کیا ان میں سے کوئی تمھیں باقی بچا نظر آتا ہے؟ کوئی باقی نظر نہیں آتا تو یہ تھے نعرہ لگانے والے یہ تھے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے والے اور پھر فرعون کا ذکر ہے

آیت نمبر 9۔ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ

ترجمہ۔ اور اِسی خطائے عظیم کا ارتکاب فرعون اور اُس سے پہلے کے لوگوں نے اور تل پٹ ہو جانے والی بستیوں نے کیا

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ اور آیا فرعون **وَمَنْ قَبْلَهُ** اور جو اس سے پہلے تھے تو یہ جو قیامت کا انکار اور اس کے بعد غرور اور کبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا کفر اور شرک کرنا تو یہ ایسا نہیں کہ صرف قوم ثمود نے کیا اور عاد نے کیا قوم فرعون نے کیا بلکہ کیا **وَمَنْ قَبْلَهُ** اور جو اس سے پہلے آئے تو فرعون سے پہلے جو قومیں آئی ہیں وہ بھی ایسی ہی تھیں اور آپ دیکھیں کہ فرعون نے کیا نعرہ لگایا تھا؟ اس نے کہا تھا **فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ(24۔ النازعات)** میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں" اور فرعون اور اس کے ساتھی **وَمَنْ قَبْلَهُ** گویا کہ فرعون ہی نہیں اور بھی بہت سی ایسی قومیں تھیں جو کہ فرعون سے پہلے آئیں تو یہاں پہ مختصر سے انداز میں اللہ تعالیٰ نے جو اور قومیں بہت سے گزریں ہیں ان کی طرف اشارہ کیا ہے **وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ** اور بستیاں **وَالْمُؤْتَفِكَاتُ** اس کا مادہ کیا ہے **(ء ف ک)** سے ہے نا تو کسی چیز کو اُلٹ دینا۔ **افک** کے معنی کیا ہوتے ہیں کسی چیز کو صحیح رخ سے اُلٹے کی طرف

کر دینا بالکل ہی اس کو اُلٹ دینا تو فرعون بھی اور اس سے پہلے لوگ اور پھر کہا جا رہا ہے کہ اُلٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والے تو یہ اُلٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والے کون تھے؟ اس سے قومِ لوط مراد ہے جو صدوم کے علاقے میں رہتے تھے اور ان کی جو بستیاں تھیں صرف ایک علاقے تک نہیں تھی بلکہ قریب قریب اور بھی ان کی بستیاں تھیں تو مراد کیا ہے کہ اور اُلٹی جانے والی بستیاں تو یہ جو قومِ لوط تھی تو کیا ہوا **بِالْخَاطِئَةِ** خَطَاؤں کے ساتھ، اللہ رب العزت نے ایسے ہی نہیں ان کو سزا دی بلکہ ان کی اصل وجہ کیا تھی کہ یہ لوگ خطائیں کرنے والے تھے۔ خطا کسے کہتے ہیں ؟ جان بوجھ کر غلطی کرنا۔ ایک ہوتا ہے کہ انسان سے بھولے سے کوئی نافرمانی ہو جائے اور ایک ہوتا ہے کہ جان بوجھ کر غلطی کرنا تو خطا کا لفظ آتا تو نافرمانی کے لئے ہے لیکن کیسی نافرمانی جو انسان جان بوجھ کر کرتا ہے تو کہا کہ خطاؤں کی وجہ سے، گناہوں کی وجہ سے، اللہ کی نافرمانیوں کی وجہ سے یہ سارے لوگ تباہ کر دیے گئے تو اب مزید ان کی خطائیں بتائی جا رہی ہیں

آیت نمبر 10۔ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَابِيَةً

ترجمہ۔ ان سب نے اپنے رب کے رسول کی بات نہ مانی تو اُس نے اُن کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑا

فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ پس نافرمانی کی انہوں نے اپنے پروردگار کے رسول کی تو ان کی نافرمانی کیا تھی؟ ان سب نے اپنے رب کے رسول کی بات نہ مانی مشترکہ جرم تھا سب کا اور وہ جرم کیا تھا؟ رسول کا انکار **فَأَخَذَهُمْ** پس پکڑا انھیں **أَخْذَةً رَابِيَةً** پکڑنا سخت **رَابِيَةً** اور اس کا مادہ ہے **(ر ب و)** اور آپ پڑھ ہی چکی ہیں **ربوہ** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ سود کے لئے یہ لفظ آتا ہے **رِبَا** جیسے زمین ہے اور اس کے اوپر تھوڑی سی اور مٹی ہو جائے اور ٹیلہ سا بن جائے ایک ابھار پیدا ہو جائے اس کے لئے آتا ہے **رَبْوَة** بھی بُلندی کے لئے آتا ہے اب یہاں پر بھی یہ لفظ **رَابِيَةً** آیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ان پر اللہ تعالی نے جب عذاب بھیجا، اللہ نے جب ان کو پکڑا تو ایسا پکڑا کہ **أَخْذَةً رَابِيَةً** سخت پکڑ تو **رَابِيَةً** ایسی پکڑ مراد ہے جس کی مدافعت نہ ہو سکے جو انسان کی برداشت سے زیادہ ہو جائے۔ ایک تو یہ پکڑ ہوتی ہے جیسے دنیا میں ہے تو تنبیہہ کی جا رہی ہے یاد دہانی اور انسان پھر اس پکڑ سے اپنے آپ کو سنبھال لیتا ہے نیک بن جاتا ہے اور ایک جب **أَخْذَةً رَابِيَةً** بنے تو اس کے معنی ہیں کہ قوم گناہوں پہ گناہ کرتی چلی جائے پھر اللہ ایسے پکڑے کہ وہ اس پکڑ کی تاب ہی نہ لا سکے پھر وہ سانس نہ لے سکے پھر وہ زندہ نہ رہ سکے تو یہ مراد ہے کہ پھر اللہ نے ان کو گویا کہ اضافے کے ساتھ پکڑا بڑا سخت پکڑا پھر فرمایا

آیت نمبر 11۔ إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ

ترجمہ۔ جب پانی کا طوفان حد سے گزر گیا تو ہم نے تم کو کشتی میں سوار کر دیا تھا

إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ کہ بے شک ہوا کیا جب آیا **الْمَاءُ** پانی **حَمَلْنَاكُمْ** ہم نے تم کو سوار کیا **فِي الْجَارِيَةِ** کشتی میں اب یہاں پہ کیا ذکر کیا جارہا ہے؟حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے آپ سوچیں تھوڑی سی آیتوں میں تھوڑے سے الفاظ میں اس زمانے کی جو عظیم الشان قومیں تھیں ان کا ذکر کیا جارہا ہے عبرت دلائی جارہی ہے اور عظیم قومیں انہوں نے جلیل و قدر پیغمبروں کو جھٹلایا، اللہ کی آیات کو ٹھکرایا اللہ کی آیات کا انکار کیا تو پھر قوم نوح نے جب انکار کیا تو انہوں نے بھی طغیانی دکھائی تو پانی میں بھی طغیانی آئی کیونکہ آسمان سے پانی زمین سے پانی وہ لوگ تو ڈوب گئے لیکن جو نیک لوگ تھے **حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ** ہم نے ان کو سوار کیا کس میں **الْجَارِيَةِ** مطلب جاری رہنا پانی کے لئے آتا ہے اور یہاں مراد کشتی ہے

آیت نمبر 12۔ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ

ترجمہ۔ تاکہ اِس واقعہ کو تمہارے لیے ایک سبق آموز یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اس کی یاد محفوظ رکھیں

لِنَجْعَلَهَا تاکہ بنائیں اس کو **لَكُمْ** تمہارے لئے **تَذْكِرَةً** یادگار ذکر سے ہے تو اب کہا جا رہا ہے کہ ہم نے انہیں کشتی میں سوار کیا باقیوں کو غرق کر دیا تو کچھ کو زندہ رکھا اور کچھ کو ڈبو دیا غرق کر دیا ایسا کیوں کیا؟ **لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً** تاکہ بنائیں اس واقعے کو تمہارے لئے یادگار **وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ** اس کو یاد رکھیں **أُذُنٌ** کان **وَاعِيَةٌ** یاد رکھنے والے کان اب آپ دیکھیں کہ یہاں پہ جو لفظ استعمال کیا گیا ہے یہ کیا ہے **(و ع ی) وَتَعِيَهَا** کا مادہ بھی یہی ہے اور **وَاعِيَةٌ** کا مادہ بھی یہی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کہتے کسے ہیں یہ لفظ آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں یہ نیا لفظ نہیں ہے تو اس کے معنی کیا ہیں اصل میں جو ہے **وَعَاء** تھیلی کو بھی کہتے ہیں کہ جس کے اندر جب چیز رکھی جاتی ہے تو اس کا منہ پھر بند کر دیا جاتا ہے تو **وَعَاء** ہوتا ہے کسی چیز کو تھیلی وغیرہ میں رکھ کر اس کا منہ بند کر دینا تاکہ اس کی حفاظت ہو اور کچھ نکلنے نہ پائے **وَعَاء** تھیلی بھی اور بندھا ہوا سامان بھی اب آپ دیکھیں کہ ایک تو یہ ہے کہ محفوظ جگہ پہ رکھا پھر اس کا منہ بند کر دیا (اس کی حفاظت بھی کے نکلنے نہ پائے) عام طور پہ یہ جو چیزیں ہم محفوظ جگہ پہ رکھتے ہیں تو کیا ہوتا ہے جیسے تھیلی میں رکھ دی ہیں یا برتن بھی کہ رکھ کر پھر اس پر ڈھکن دے دیتے ہیں تو کان ہمارا بھی اسی طرح ہے کسی کی طرف کان کو لگانا اور کان کے اندر چیز آ جائے اور پھر اس کو اپنے اندر محفوظ کر لیا جائے، دل اور دماغ کے اندر ایک برتن کے اندر چیز آئی اور آنے کے بعد اس کو محفوظ کیا اور پھر اس کو حفاظت سے رکھا۔ تو پھر کیا ہے کہ کان بھی ایسے ہی ہیں جیسے کہ **وَعَاء** بندھا ہوا سامان ہے کہ تھیلی کے اندر ڈال کر اس کا منہ بند کر دیا ہے کان کے اندر سے چیز دل دماغ میں چلی گئی اب کسی کے پاس نہیں جائے گی آپ ذرا اس سے اس معنی کو یاد رکھیں کہ اس کا ترجمہ کیا کیا جاتا ہے؟ تاکہ اس واقعے کو تمہارے لئے ایک سبق آموز یادگار بنا دیں اور یاد رکھنے والے کان اس کی یاد محفوظ رکھیں۔ اب یاد رکھنے والے کان اس کی یاد محفوظ رکھیں گے اب کچھ لوگ ہوتے ہیں کہ سامان تو قیمتی ہوتا ہے لیکن نہ وہ اس کو محفوظ جگہ رکھتے ہیں نہ اس کو تھیلی میں ڈال کر اس کا منہ بند کرتے ہیں اور نہ اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اب سب سے قیمتی سامان کیا ہے؟ اللہ کی آیات۔ اللہ نے جو ہمیں عبرت کے واقعات یہاں پر دیئے ہیں قوم

عاد قوم ثمود قوم فرعون پھر **وَالْمُؤْتَفِكَاتُ** قوم لوط کی بستیاں اور اس کے بعد یہ نوح علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا ہمیں ذکر ملتا ہے تو یہ جتنے بھی واقعات اللہ تعالیٰ نے سنائے ہیں اور پھر خاص طور پر یہ کہ کچھ لوگوں کو ڈبو دیا اور کچھ کو کشتی میں زندہ رکھا جو ایمان لانے والے تھے صرف وہی بچے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً** تاکہ اس واقعہ کو یادگار بنا دے تمہارے لئے **وَتَعِيَهَا** اور یاد رکھیں اس واقعہ کو **أُذُنٌ** کَان (کَان جیسے برتن کی طرح جیسے کہ تھیلی) **وَاعِيَةٌ** اس یاد رکھنے والی چیز کو لیکن بہت سے کَان کیسے ہوتے ہیں سُنی ان سُنی کر دیتے ہیں بہت سے کَان کیسے ہوتے ہیں کہ پردے سے آواز ٹکراتی ہے اور پھر چلی جاتی ہے لیکن کچھ کَان ایسے ہوتے ہیں جو بات کو سنتے ہیں بات کو دل تک اُتارتے ہیں اس واقعہ کو یاد رکھتے ہیں اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں اس کو کبھی نہیں بھولتے اور پھر یہ سارا واقعہ اب تک جو آیت نمبر 12 تک ہم نے پڑھا اس کا نچوڑ کیا ہے ہمارے سامنے 3 باتیں آئیں ہیں اور 3 باتیں کیا ہیں؟ آخرت کا انکار رسالت کا انکار دراصل اللہ کا انکار ہے تو جو لوگ اللہ آخرت اور رسالت کا انکار کرتے ہیں تو پھر وہ تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں تو بچائے کون جاتے ہیں؟ جو عقائد رکھتے ہیں اور مکی دور کی سورۃ ہے اور مکہ میں رسول اللہ ﷺ انہی عقائد کو بار بار واضح کر رہے تھے اب اہل مکہ کیا کہتے تھے کہ اچھا تم ہمیں جب ڈراتے ہو تو پھر وہ عذاب آ کیوں نہیں جاتا اب یہاں یہ ذکر کیا جارہا ہے کہ ایک وقت ایسا ہوگا کہ پھر وہ ہونے والا واقعہ پیش ہو جائے گا وہ ہوگا کب ؟

آیت نمبر 13۔ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ

ترجمہ۔ پھر جب ایک دفعہ صور میں پھونک مار دی جائے گی

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ جب پھونک ماری جائے گی صور میں **نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ** ، **نَفْخَةٌ** کے معنی کیا ہیں؟ پھونک مارنا اور اسی سے آپ کو نفخہ اولی بھی یاد ہے تو پھونک مارنا **وَاحِدَةٌ** ایک دفعہ تو زیادہ دفعہ پھونک مارنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی اللہ رب العزت کہہ رہے ہیں کہ صور میں یکبارگی پھونک ماری جائے گی اس سے **نفخہء اولیٰ** مراد ہے

آیت نمبر 14۔ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً

ترجمہ۔ اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا

وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ اور ہوگا کیا **حَمَل** ہے تو **حَمَل** کا مطلب ہوتا ہے اُٹھانا اور **حُمِلَتِ** یہ ماضی مجہول ہے اور اُٹھائے جائیں گے **الْأَرْضُ** زمین **وَالْجِبَالُ** تو ایک بار، یکبار گی پھونک مارنے سے زمین کو اور پہاڑوں کو اُٹھایا جائے گا **جَبَل** کی جمع ہے **جِبَال۔ اَرْض** اسم جنس ہے تو زمین بھی اور سارے پہاڑ بھی ایک ہی

دفعہ میں یکبار گی اُن کو اُٹھا لیا جائے گا اب آپ دیکھیں کہ زمین کتنی وسیع ہے کتنی بڑی ہے کتنے زندگی کے سال گزر گئے آپ کو سفر کرتے ہوئے لیکن آخر تک ہم نہیں پہنچ سکے اسی طرح پہاڑ دیکھ لیں مختلف رنگوں کے کبھی سفر کرنے کا آپ کو اتفاق ہوا ہو مختلف طرح کے مختلف رنگوں کے پہاڑ ہیں **جُدَدٌ** بھی ہیں **بِيْضٌ** بھی ہیں **اَحْمَر** ہیں اور **اَسْوَد** ہیں **غَرَابِيْبُ ہیں(27۔ فاطر)** آپ نے پیچھے پڑھا تھا تو یہ سارے پہاڑ اور ساری جو زمین ہیں یہ یکبار گی اُٹھائی جائے گی **فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً** یہ بڑی سخت بات ہے **فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً۔ فَدُكَّتَا (د ک ک)** اور **دَكَّة** کے معنی ہیں ریزہ ریزہ کر دینا ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اب آپ دیکھ لیجئے اور یہ جو ریزہ ریزہ کر دینا کیسے ہے؟ جیسے جو سخت چیز ہے اس کو ریزہ ریزہ کرنا سخت چیز کو کوٹ کوٹ کر بالکل ریگزار بنا دینا اور بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ مثلاً آپ لسن پیاز کو grind کرتی ہیں لہسن پیاز تو سخت چیز نہیں ہے لیکن اس کو کیسے grind کرتی ہیں بار بار ہمیں کرنا پڑتا ہے کچھ چیزیں بیچ میں سخت رہ جاتی ہیں جیسے ادرک ہے پھر بھی سخت رہ جاتا ہے اسی طرح یہ جو عمارتیں گرائی جاتی ہیں نئی بنانی ہیں تعمیر کرنی ہیں تو ایسا نہیں ہوتا کہ بلڈوزر وغیرہ سے ایک دفعہ میں وہ بالکل ریت بن جائیں بالکل ہموار ہو جائیں یا پہاڑوں کو آپ نے کاٹ کر اس سے پتھر بناتے دیکھا ہو سرگودھا کے اردگرد کافی پہاڑ ہیں اور بڑی بڑی مشینیں بھی لگی ہوتی ہیں اور جب بھی وہاں سے بس گزرتی ہے میں ہمیشہ بڑی توجہ سے دیکھتی ہوں کہ کس طرح سے بڑی بڑی مشینیں پہاڑوں کے اندر لگی ہوئی ہیں اور کیسے اس کو کاٹ رہی ہیں اور میری ایک دوست تھی اس کے شوہر اس میں نوکری کرتے تھے وہاں پہ سرگودھا تو بتاتی تھی کہ بس مٹی مٹی ہو جاتے ہیں اور پتہ نہیں کونسی بیماری بھی لگ گئی ہے اور بہت سخت کام ہے پہاڑوں کو کاٹنا پھر اس میں سے بجری اور پتھر اور چیزیں جو ہیں وہ پیدا کرنا لیکن یہاں پہ کیا کہا جا رہا ہے کہ پہاڑ اور زمین ایک ہی بار میں۔ اہم چیز کیا ہے **فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً (دَكَّةً** یہاں پہ مصدر استعمال ہوا ہے) ایک ہی چوٹ میں وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے سورۃ الفجر میں بھی آپ نے پڑھا **كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا () وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (21-22۔ الفجر)** ہرگز نہیں، جب زمین پے در پے کوٹ کوٹ کر ریگزار بنا دی جائے گی۔ اور تمہارا رب جلوہ فرما ہوگا اِس حال میں کہ فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے۔ تو بہت شدید وہ وقت ہوگا

آیت نمبر 15۔ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ

ترجمہ۔ اُس روز وہ ہونے والا واقعہ پیش آ جائے گا

پھر اس دن واقع ہوگا یہ واقعہ ہونا تو۔ اہل مکہ کہتے تھے **وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (25۔ سورۃ الملک ،48۔ سورۃ یونس،38۔ سورۃ الانبیاء،48۔ سورۃ یٰسن،29۔ سورۃ سبا،71۔ سورۃ النمل)**تو کیا کہا جا رہا ہےکہ اس دن ہوگی یہ الحاقہ ، اس دن ہوگی یہ واقع ہونے والی **إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۔ (1۔ الواقعۃ)** جب وہ ہونے والا واقع پیش آ جائے گااور یہاں پہ آپ دیکھ لیں کہ کہا جا رہا ہے **فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ** پھر اس دن ہو جائے گی یہ واقع ہونے والی۔ پیچھے زمین اور پہاڑوں کا ذکر تو آیا تھا تو کس چیز کا ذکر رہ گیا؟ آسمان کا ذکر رہ گیا

آیت نمبر 16۔ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ

ترجمہ۔ اُس دن آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی

اور پھٹ جائے گے آسمان یہاں پہ **السَّمَاءُ** جو ہے ویسے تو واحد استعمال ہوا ہے لیکن سارے آسمان پھٹ جائیں گے اور **شَقَّ** کا مطلب ہوتا ہے سخت چیز کا پھٹنا جیسے زمین کا سورج کا چاند کا یا آسمان کا تو آسمان پھٹ جائے گا **فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ** آسمان بھی مؤنث ہے **فَهِيَ** ہے تو" **هُوَ**" نہیں آیا "**هِيَ**" آیا ہے بس وہ ہو جائے گا اُس دن **يَوْمَئِذٍ** اُس دن کون سے دن؟ قیامت کے دن۔ **وَاهِيَةٌ (و ھ ی)** سے ہے **وَهِيَ الثَّوب والحَبْل** اگر کہیں **وَهِيَ الثَّوب** تو کپڑے کا پرانا ہونا بوسیدہ ہونا پھٹا ہوا ہونا اور اگر کہیں **وَهِيَ الحَبْل** تو اس کے معنی کیا ہیں؟ رسی کا پھٹا ہوا ہونا بوسیدہ ہونا **وَاهِيَةٌ** یہاں پہ اسم فاعل ہے اور ویسے **وَاهِيَةٌ** یہ مصدر ہے۔ تو یہ کون سا پھٹنا ہے؟ پرانا ہونے کی وجہ سے کسی چیز کے بند ڈھیلے پڑ جائیں اور وہ پھٹنے لگیں تو اُس دن آسمان کا حال کیا ہوگا؟ کہ اُس دن یہ آسمان پھٹ جائے گا اس کے اندر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے آپ نے پیچھے سورۃ الملک میں پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ **الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۖ مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ () ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ (3-4۔ الملک)** جس نے تہ بہ تہ سات آسمان بنائے تم رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کی بے ربطی نہ پاؤ گے پھر پلٹ کر دیکھو، کہیں تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟ (3) بار بار نگاہ دوڑاؤ تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی. تو وہاں جب دعوتِ نظارہ دی گئی تو کہا کہ کوئی اس کے اندر دراڑ نہیں ہے کوئی شگاف نہیں ہے اب یہاں پہ کہا جا رہا ہے کہ یہ پھٹ جائیں گے اور سورۃ النباء میں کیسے منظر کشی کی جاتی ہے اس بات کی اللہ رب العزت فرماتے ہیں **يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا () وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا (18-19۔النباء)** جس روز صور میں پھونک مار دی جائے گی، تم فوج در فوج نکل آؤ گے اس دن آسمان پھٹ کر ایسے ہو جائے گا جیسے کہ جگہ جگہ دروازے ہوتے ہیں کیونکہ جگہ جگہ سے فرشتے اتر رہے ہوں گے آ رہے ہوں گے اللہ کے احکامات کو پورا کر رہے ہوں گے اور کیا کہا گا **وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا (20۔ النباء)** اس دن ہو جائیں گے پہاڑ(کیسے ہو جائیں گے) جیسے کہ سیراب کہ دور سے پانی محسوس ہو لیکن وہ ریت بن جائیں گے کیونکہ دور سے چمکتی ہوئی ریت پانی لگتی ہے سراب دھوکا۔ **إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ()لِلطَّاغِينَ مَآبًا () لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا (21-23۔ النباء)** درحقیقت جہنم ایک گھات ہے۔ سرکشوں کا ٹھکانا۔ جس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے. **وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ** پھر ہوگا کیا؟

آیت نمبر 17۔ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ

ترجمہ۔ فرشتے اس کے اطراف و جوانب میں ہوں گے اور آٹھ فرشتے اُس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے

وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا اور پھر فرشتے ہوں گے فرشتے کیوں ہوں گے؟ اللہ کے احکامات کے نفوذ کے لئے ہر طرف فرشتے ہوں گے اب یہاں پر کہا جا رہا ہے. **عَلَىٰ أَرْجَائِهَا** اور **أَرْجَاءَ (ر ج و)** اس کا مادہ ہے **رَجَا** وَاحِد ہے **اَرْجَاء** جمع ہے کسی گول چیز کے کنارے کو کہتے ہیں ویسے تو آپ نے کنارے کے

لئے بہت سے لفظ پڑھے ہیں **طَرْف** بھی ایک کنارہ ہے تو **حَدّ** بھی کنارہ ہے کوئی پہاڑ کا کنارہ ہے اور آپ نے وہ بھی پڑھا **شَفَا** ، **صَدَفَ** آپ نے پڑھا لیکن یہاں پر کیا ہے **أَرْجَائِهَا** تو کسی گول چیز کا کنارہ ہے اسی طرح **رَجَا الْبِئر** کنویں کا کنارہ اس کے لئے بھی **رَجَا** آتا ہے کیوں اس لئے کہ کنواں گول ہوتا ہے۔ تو اب جو فرشتے ہیں وہ اس کے کناروں پر ہوں گے مفسرین یہ کہتے ہیں کہ آسمان جب پھٹ جائے گا بالکل ہی کمزور ہو جائے گا اور ابھی تو اس میں **فطور** اور **شَقُوْق** نہیں ہے تب جب یہ واقعہ ہو جائے گا تو فرشتے آسمان کے درمیان سے سمٹ کر اس کے کناروں پر آ جائیں گے کیوں کہ وہ پھٹ رہا ہوگا تو چاروں طرف سے سمٹنا شروع ہو جائیں گے فرشتے بھی درمیان میں سے کناروں پر آ جائیں گے تو آپ سوچ لیجئے اور آپ کو یہ بھی تو پتہ ہے نا کہ پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ فرشتوں پر بھی موت واقع ہو جائے گی تو اب کیا ہے کہ وہ فرشتے جو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزار مخلوق ہیں اور قیامت کے لانے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت کر رہے ہوں گے تو اس وقت اس کے کناروں میں آ جائیں گے **وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ** اور اٹھائیں گے **عَرْشَ رَبِّكَ** عرش پروردگار تیرے کا اے محمد ﷺ اس دن فرشتے آپ کے پروردگار کا عرش اٹھائے ہوں گے **فَوْقَهُمْ** اپنے اوپر (کیسے اٹھائے ہوں گے اپنے اوپر) انہوں نے اٹھایا ہوگا **يَوْمَئِذٍ** اس دن کس دن؟ قیامت کے دن۔ اور کتنے فرشتوں نے اٹھایا ہوگا **ثَمَانِيَةٌ** 8 نے۔ 8 فرشتے اس روز تیرے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے تو اچھا فرشتوں کا اللہ کا عرش اٹھانا اس کی صحیح کیفیت کیا ہے اس کو سمجھنا مشکل ہے اور یہ آیت آیات متشابہات میں سے ہے اور اس کے معنی اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں تو بہرحال جو اصل بات بتائی جا رہی ہے وہ یہ کہ جب قیامت کا انقلاب آئے گا جب کائنات میں ٹوٹ پھوٹ واقع ہوگی جب آسمان، زمین، پہاڑ یہ سب ٹوٹ پھوٹ جائیں گے اور فرشتے جو اللہ کا عملہ ہیں اللہ تعالی کی پولیس ہیں وہ اپنی ذمہ داریوں سے فارغ ہو کر آسمان کے کناروں پر آ جائیں گے بس عرشِ الٰہی کے اٹھانے والے فرشتے باقی رہ جائیں گے

آیت نمبر 18۔ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ

ترجمہ۔ وہ دن ہوگا جب تم لوگ پیش کیے جاؤ گے، تمہارا کوئی راز بھی چھپا نہ رہ جائے گا

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ جس دن تم پیش کیے جاؤ گے جس دن تم روبرو کیے جاؤ گے **تُعْرَضُونَ** عرضی ہوتا ہے جیسے کسی کو درخواست دینا اسی طرح پھر کسی کو پیش کیا جائے۔ جیسے کہتے ہیں میں نے عرضی پیش کی بات کی تو اب یہاں یہ کہا کے خود ان انسانوں کو روبرو لایا جائے گا سارے انسان جو دنیا میں تھے **لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ** نہیں پوشیدہ رہے گی **مِنْكُمْ** تم سے **خَافِيَةٌ** کوئی چیز اے لوگوں وہ بڑا ہی سخت دن ہوگا وہ بڑا ہی دہشت ناک اور ہولناک دن ہوگا اس دن جب لوگ پیش کیے جائیں گے کسی کا کوئی راز بھی چھپا نہ رہے گا کوئی گناہ ،کوئی عمل، وہ قتل جو زمین کے اندر دبا دیا تھا ،چوری ڈاکہ ڈال کر جو لوگوں کی چیزیں چرائی تھیں چھپا دی تھیں اور وہ بدنیتی اور وہ غیبت اور وہ چغلی وہ **هَمَّازٍ** اور وہ **مَشَّاءٍ** اور **بِنَمِيْمٍ (11۔ القلم)** اور جو بھی عمل ہے کوئی ایک عمل ایسا نہیں ہوگا جو انسان کا چھپا رہ سکے ایک بات آپ یاد رکھیے گا **خَافِيَةٌ** جو ہے خفیہ سے ہے لیکن کوے کے جو بڑے بڑے پر ہوتے ہیں اس کے اندر بالکل چھوٹے چھوٹے پر بھی ہوتے ہیں اور وہ ویسے نہیں نظر

آتے اس کو **خَافِيَةٌ** کہتے ہیں اور جب وہ اڑتا ہے تو پھر بعض اوقات اندر سے نظر آتے ہیں اور بعض اوقات تب بھی نظر نہیں آتے تو **خَافِيَةٌ** سے مراد انسان کے وہ برے اچھے اعمال ہیں جن کو انسان چھپا دیتا ہے دنیا میں۔ کچھ نیک لوگ جو نیکیاں چھپا چھپا کے کرتے ہیں تو صرف برے اعمال نہیں اچھے اعمال بھی جنہوں نے دنیا میں چھپا چھپا کر کئے تو وہ قیامت کے دن سب کے سامنے آئیں گے اور ویسے تو بڑے نصیبوں کی بات ہے کہ لوگ نیکیاں چھپا کے کریں اور میں بھی اپنا محاسبہ کروں آپ بھی اپنا محاسبہ کریں جو نیکی کر لیں تو دل چاہتا ہے کہ یہ بتائی جائے اور جو برائی ہوتی ہے دل نہیں چاہتا کہ وہ کسی کے سامنے بھی آئے میری کوئی بھی برائی ہے چھوٹی ہے بڑی ہے خلوت میں کی جلوت میں کسی کو پتہ نہ چلے اور بہت دل افسردہ ہوتا ہے کہ اتنے لوگوں کے سامنے میری یہ برائی آئے گی اور یہ میری برائی نہیں آنی چاہئے ٹھیک ہے مجھ سے غلطی ہوگی تھی پر سب کے سامنے کیوں آئی سب کے سامنے کیوں بات کی اور اس کو اچھا نہیں سمجھا جاتا لیکن اس دن اچھائیاں یا برائیاں **يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ**

آیت نمبر 19۔ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ

ترجمہ۔ اُس وقت جس کا نامہ اعمال اُس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا "لو دیکھو، پڑھو میرا نامۂ اعمال

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ بس رہے وہ لوگ جسے دیا گیا اعمال نامہ اس کا **بِيَمِينِهِ** اس کے دائیں ہاتھ میں اب آپ دیکھیں کہ سورۃ الواقعہ کی طرح اور سورۃ الغاشیہ کی طرح اب یہاں پہ کیا بات بتائی جارہی ہے کہ جس طرح دنیا میں انسانوں کا کردار دو طرح کا تھا لوگوں کے اعمال دو طرح کے تھے اب یہاں پہ بتایا جارہا ہے کہ ان کا انجام بھی دو طرح کا ہے **فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ** بس وہ شخص جسے دی گئ اس کی کتاب اب یہ کون سی کتاب ہے اعمال نامہ۔ ایک کتاب تو ہے میں سوچتی ہوں میں لکھوں گی ہو سکتا ہے آپ نے لکھی ہو اور ایک مضمون بھی ہمارا کسی اخبار میں چھپ جائے نا میں کہتی ہوں کہ میری خبر آئی ہے دل چاہتا ہے میں سب کو بتاؤں چیخ چیخ کر بتاؤں زور زور سے بتاؤں اور میں تو اتنی مشہور ہوں دنیا مجھے جانتی ہے میری تو اخباروں میں تصویر آتی ہے اور اخباروں میں میری خبریں اور میری تو اتنی کتابیں چھپ چکی ہیں جونہی کوئی مرتا ہے یا جب زندہ بھی ہوتا ہے تو کتابوں کی تقریب رونمائی بڑے بڑے ہوٹلوں میں کی جاتی ہے اور پھر خبریں لگتی ہیں اور لوگ اس کا جب ذکر کرتے ہیں تو بتاتے ہیں لیکن میری بہنوں یہ وہ کتاب نہیں ہے جو اِدھر سے لکھی تو اُدھر سے compile کر لی۔ بہت سے لوگ تو چوری کی کتابیں لکھتے ہیں نا ادھر ادھر سے لے کے جمع کر لیا پھر ذکر نہیں کرتے کہ کہاں سے لیا ہے لیکن آپ پڑھیں گے تو پتا چل جاتا ہے کہ یہ تو فلاں فلاں رائٹر سے لی گئی ہے ایک تو وہ کتاب ہے نا کہ خود لکھی لیکن یہ وہ کتاب ہے جو لکھنی والی نہیں اس سے مراد میں نے آپ کو بتایا تھا جس دن ہم نے 29جز شروع کیا تھا سورۃ الملک میں **الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (2۔ الملک)** جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے، اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی اور میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ ہم سب کا امتحان ہو رہا ہے اور امتحان 3

چیزوں کا ہے پہلی چیز کیا ہے ہماری سوچیں thinking کیا ہے دوسری بات کیا ہے talk ہم کیا بولتے ہیں تیسری چیز ہمارے اعمال تو thinking talking اور action یہ 3 چیزیں ہیں کتاب جو ہم لکھ رہے ہیں. اب یہ کتاب کون لکھتا ہے؟ فرشتے لکھتے جاتے ہیں۔ اب یہ کتاب کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے **بِيَمِينِهِ** دائیں ہاتھ میں دی جائے گی۔ **فَيَقُولُ** پس وہ کہے گا **هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ۔** **هَاؤُ** اب آپ دیکھیں کہ اب اصل میں یہاں پر **هَا** ہے۔ یہ **هَاؤُ** کیوں کہا گیا؟ **هَاؤُ** اصل میں جب کسی چیز کی اہمیت کو ظاہر کرنا ہو اور جیسے بہت زیادہ خوشی کا موقع ہے یا بہت زیادہ رنج کا موقع ہے بہت زیادہ پریشانی کی بات ہے تو اس وقت انسان کے منہ سے ایسے الفاظ نکلتے ہیں یا پھر بہت خوش ہوتا ہے جیسے بچے کو نتیجہ مل جائے بچہ کر جائے ٹاپ یا اخبار میں آجائے کہ اس نے ٹاپ کیا ہے تو اس وقت کیا ہوتا ہے کہ انسان چیختا ہے چلاتا ہے خوشی سے آواز دیتا ہے کہ آؤ آؤ ادھر آؤ کبھی امی کو آواز دے رہا ہے، کبھی ابو کو، کبھی دوستوں کو، کبھی رشتہ داروں کو کیونکہ جو لوگ خوش ہوں گے ان کو اپنا اعمال نامہ دکھایا جائے اپنا سرٹیفکیٹ، اپنا میڈل، اپنا انعام اپنے تحفے دکھائے جائیں تو اب یہ وہ لوگ جن کو دائیں ہاتھ میں ان کا نامہ اعمال دیا جائے گا **فَيَقُولُ** وہ کہے گا **هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ** لو بھئی یہ لو۔ لو بھئی یہ ذرا دیکھو تو سہی، ارے اوہو ذرا سنو تو سہی اصل میں مفسرین کہتے ہیں کہ **هَا** یہاں پہ **اقْرَءُوا** کے مفہوم میں ہے پڑھو دیکھو یہ **ؤُمُ** جو درمیان میں آیا ہے یہ دراصل خلا کو پر کرنے کے لئے ہے **هَا** اور پھر اس کے درمیان میں **وم** آگیا تو جیسے ایک بات کا وزن رکھنے کے لئے یا جملے کی خوبصورتی کے لئے ایسے الفاظ منہ سے نکلتے ہیں تو **هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ** لو دیکھو **اقْرَءُوا** پڑھو **كِتَابِيَهْ** میرا اعمال نامہ

آیت نمبر 20۔ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ

ترجمہ۔ میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے"

إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ میں گمان کرتا تھا اور اگر صرف ظن ہوتا تو گمان تھا اور ظن کے بعد جب **أَنَّ** آ جاتا ہے تو کیا معنی دیتا ہے؟ یقین کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں مجھے یقین تھا **أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ** کہ مجھے مل کے رہے گا میرا حساب۔ اس عظیم کامیابی کا کیا سبب بتائے گا کہ میں نے ہمیشہ یہ یقین رکھا کہ مجھے ایک دن مرنا ہے اور مجھے اپنے عملوں کا حساب کتاب دینا ہے تو اسی وجہ سے میں نے دنیا میں اپنی سوچوں کی، اپنی باتوں کی اور عملوں کی حفاظت کی ایسا اعمال نامہ ایسی کتاب میں تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا جسے میں دوسروں کے سامنے نہایت خوشی سے پیش کرسکوں **إِنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ** آپ دیکھ لیں کہ جن لوگوں کا دل گواہی نہیں دیتا کہ قیامت آئے گی وہ تو آخرت کی تیاری بھی کوئی نہیں کرتے وہ تو پھر مزے سے اپنی زندگی گزارتے ہیں اور جن کا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ قیامت آئے گی تو وہ لمحہ لمحہ قیامت کی پھر تیاری کرتے ہیں۔ یہ پھر کیسے خوش قسمت لوگ ہیں تو یہ اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اور آخرت کی تیاری کرتے ہیں اور یہ جو مضمون ہے کہ وہ شخص خوشی سے اپنا نامۂ اعمال دکھائے گا تو یہ ہمیں قرآن میں سورۃ انشقاق میں بھی ملتا ہے۔ کہ جب نیک شخص کو اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا **فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ () فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا () وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا () وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ () فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا () وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا () إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا () إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ () بَلَىٰ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا (7-15-**

الانشقاق) پھر جس کا نامۂ اعمال اُس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا. اُس سے ہلکا حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔ رہا وہ شخص جس کا نامۂ اعمال اُس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔ تو وہ موت کو پکارے گا۔ اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا (12) وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا۔ اُس نے سمجھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں ہے۔ پلٹنا کیسے نہ تھا، اُس کا رب اُس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔ آیت نمبر 7 سے 15 سورۃ الانشقاق سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ دو لوگ ہیں دونوں کا نامۂ اعمال ملا ہے ایک بھاگا بھاگا گھر آئے گا کہ گھر والوں کو جا کر نامۂ اعمال دکھاؤں۔ ابھی پچھلے دنوں آپ کی ہم جماعت نے road test پاس کیا کہتی ہیں میں اتنی خوش تھی کہ جو instructor مجھے لے کر گیا تھا میں نے اس سے کہا کہ میں اپنے شوہر کو بتانا چاہتی ہوں تو تم مجھے اپنے فون سے کال کر لینے دو گے تو اس نے کہا ہاں لیکن ایک منٹ کے دو ڈالر ہوں گے تو اس نے کہا آج تو ایک منٹ کے کتنے بھی ڈالر ہوں میں دینے کو تیار ہوں کیوں ؟ خوشی۔ اور اتنی دیر بھی نہیں کہ گھر پہنچ کر شوہر کو بتا دوں۔ تو خوشی کی خبر شوہر کو دینی ہو والدین کو دینی ہو دوستوں کو یا اولاد کو پھر انسان فوراً دینا چاہتا ہے کہ لو بھئی یہ ہے میرا نتیجہ میں ہو گئی پاس تو یہاں پر یہی منظر کشی کی جا رہی ہے کہ اب وہ شخص کہے گا میرا نامۂ اعمال پڑھو دیکھو مجھے یقین تھا کہ یہ مجھے ملے گا کیا چیز ملے گی؟ **أَنِّي مُلَاقٍ** میں ملاقات کروں گا **حِسَابِيَهْ** اپنے حساب سے اپنی کتا ب سے۔ ہر روز ہم اپنی زندگی کی کتاب کا ایک صفحہ پلٹتے ہیں۔ جتنی عمر ہے اتنی بڑی میری اور آپ کی کتاب ہے ہر دن کا ایک صفحہ آپ شمار کر لیں ہر صفحہ صبح ہمیں خالی ملتا ہے اور شام تک اس پر یا تو لائنیں لگی ہوتی ہیں یا وہ کالا ہوتا ہے یا وہ روشن ہوتا ہے یا نیک کام کیے ہوتے ہیں یا برے کام کیے ہوتے ہیں جب رات کو بستر پر لیٹا کریں تو سوچا کریں کہ آج کے دن کی کتاب کا صفحہ جو ہے میں نے اس کو کیسا بھرا ہے اگر خالی چھوڑ دیں گے تو بھی اس کے کچھ نمبر نہیں ہیں۔ اگر برے عمل کریں گے تو بھی اس کے کچھ نمبر نہیں ہیں اور اگر اچھا کریں گے اور اللہ اس کے رسول کی اطاعت کے مطابق کریں گے تو ہی پھر پاس ہونے والے ہیں اور ایک ایک کر کے زندگی کی کتاب کے صفحے گرتے جارہے ہیں پلٹتے جارہے ہیں اور زندگی کی گھڑیاں کم ہوتی جارہی ہیں پھر جب موت آتی ہے تو یہ کتاب بند ہو جاتی ہے اب اس کے اندر کچھ داخل نہیں کر سکتے۔ **مگر مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ** جو آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا

آیت نمبر 21۔ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ

ترجمہ۔ پس وہ دل پسند عیش میں ہوگا

فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ پس وہ پسندیدہ حالت میں ہوگا اب وہ شخص جس کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملا ہے وہ اتنا خوش ہے وہ اتنا اچھے حال میں ہے وہ ایک بہت اچھی زندگی میں ہے **عِيشَةٍ**۔ عیش وعشرت کے لئے آتا ہے اور **عِيشَةٍ** یعنی مزے سے رہنا **عِيشَةٍ** کے معنی کیا ہیں پسندیدہ حالت **رَاضِيَةٍ** ، **(ر ض ی) یا(ر ض و)** سے اس کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں کہ راضی اب اس کو جو زندگی ملے گی ایسی زندگی ہوگی جو من مانی جو وہ چاہتا تھا جیسے وہ چاہتا تھا تو دنیا میں تو اس نے تکلیفیں پریشانیاں برداشت کیں، دنیا میں اس نے اپنے اوپر پابندیاں لگائیں جب وہ جاتا تھا McDonald's تو کھاتا نہیں تھا جو pizza سامنے آتا تھا اس کی خوشبو اس کو جب محسوس ہوتی تھی اور دل چاہتا تھا کہ فوراً میں اس کو کھالوں سب لوگ کھا رہے ہوتے تھے کیسے اس کی لپٹیں آتی ہیں اسکی خوشبو آتی

ہے اور وہ چیز جو آپ کو پسند ہو تو وہ نہیں کھاتا تھا وہ کہتا تھا کہ کہیں اس میں پنیر حرام نہ استعمال کی ہو تو وہ نہیں کھاتا تھا۔ اب اس کا کیا حال ہوگا اب اس کو اپنے دل پسند کھانے کی وافر چیزیں ملیں گی اپنی پسند کے مطابق مزیدار باغوں کے اندر بلند و بالا محلات کے اندر سارا کچھ اس کو دیا جائے گا **فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ**

آیت نمبر 22۔ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ

ترجمہ۔ عالی مقام جنت میں

فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ جنت میں ہوگا اور جنت بھی کیسی **عَالِيَةٍ** ایسی جنت جو کہ اونچی ہے وہ جنت جو کہ بلند ہے تو وہ بلند جنت میں وہ ہوگا اور اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر جو بات کہی جا رہی ہے وہ کیا ہے **فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ** اور **عَالِيَةٍ** کا لفظ **(ع ل و)** سے ہے بعض لوگ عالیہ نام بھی رکھتے ہیں ہے **عَالِيَةٍ** کے معنی ہیں **علو** بلندی، درجات تو جنت کے کتنے درجات ہیں؟ 100 اب جنت کے جو یہ مختلف درجات ہیں ہر درجے کے درمیان بہت فاصلہ ہوگا جیسے مجاہدین کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں 100 درجے ہیں جو اللہ نے **مجاہدین فی سبیل اللہ** کے لئے تیار کیے ہیں 2 درجوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہوگا (یہ صحیح مسلم کی روایت ہے اور صحیح بخاری کی) تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ وہ ایسی جنتوں میں ہیں کہ اپنی دل پسند، اپنی مرضی کے ساتھ اور اپنے اپنے عملوں کے مطابق اب ان کی درجہ بندی ہوئی ہوئی ہے تو **عَالِيَةٍ** کیا ہے بلندی کہ بلند جنتوں میں بعض کہتے ہیں بلند باغات میں پھر فرمایا

آیت نمبر 23۔ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ

ترجمہ۔ جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے

قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ۔ قُطُوفُهَا (ق ط ف) قِطْفٌ اس کا واحد ہے اور **قُطُوْفٌ** کہتے ہیں درختوں کے پھل تو **قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ** کہ جس کے میوے ، جس کے پھل جو ہیں وہ قریب ہوں گے اور ویسے **قُطُوْف** پھل کے لئے بھی آتا ہے پھل توڑنے کے لئے بھی آتا ہے ایسا پھل کہ بس بالکل پکا ہوا ہے اب آپ دیکھیں کہ **دَانِيَةٌ (د ن و)** سے ہے معنی کیا ہیں؟ قریب ہونا تو پھل اتنے قریب ہوں گے کہ جنتا ان پھلوں کو آرام سے توڑ سکے تو ایک طرف کہا کہ جو درجے ہیں یا جنتیں ہیں **جَنَّةٍ عَالِيَةٍ** کہ باغات تو بلند ہیں محلات بلند دوسری طرف کہا جا رہا ہے **قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ** کہ باغوں کے جو پھل ہیں، خوشے ہیں بالکل ان کے سروں پر لٹک رہے ہوں گے تو **عَالِيَةٍ** اور **دَانِيَةٌ** ان دونوں کا تقابل اپنے ذہن میں رکھیں اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ جس طرح اہلِ عرب باغوں میں کناروں پر کھجوروں کی قطاریں اور درمیان درمیان میں اناروں کے درخت اور انگوروں کی بیلیں لگاتے تھے تو پھر ہوتا کیا تھا کہ باغ بلندی پر ہوتا تھا لیکن پھلوں کے خوشے ان کے سروں پر لٹکتے تھے تا کہ ان کی دسترس میں ہوں اور اچھا باغ وہی ہوتا ہے کہ پھل جب پک جائے، پھل جب تیار ہو جائے تو اس کے خوشے اتنی قربت میں ہوں اتنے قریب ہوں کہ آپ اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق پھر اس کو توڑ سکیں تو بہت سے درخت جب ان میں پھل لگتا ہے اور ان کے

خوشے بہت دور ہو جاتے ہیں تو پھر ان کو چننا مشکل ہو جاتا ہے تو اب یہاں پر یہ بات بتائی جارہی ہے کہ اس کے پھل اتنے قریب ہوں گے کہ جنتی ان پھلوں کو آرام کے ساتھ اتار سکیں گے اور ان پھلوں کو چن سکیں گے تو یہ کتنی خوبصورت بات ہے نا کہ اللہ تعالی نے جنتیوں کے لئے ایسے میوے ایسے پھل ایسی پیداوار تیار کر کے رکھی ہے

آیت نمبر 24۔ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ

ترجمہ۔ (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے اُن اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کیے ہیں

كُلُوا کھاؤ اب یہ حکمیہ صیغہ ہے **كُلُوا** کھاؤ اب یہ نہیں کہا جارہا کہ باتیں کرو **قُولُوا** نہیں کہا جارہا **كُلُوا** کھاؤ **وَاشْرَبُوا** اور پیو۔ کھانا اور پینا یہ انسان کے دو دل پسند مشغلے ہیں ، **بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ** اب یہ جو کھانا پینا دیا جارہا ہے اور یہ جو ساری نعمتیں ہیں ساتھ ہی ان کو یہ بھی کہا جائے گا کہ کھاؤ پیو مزے کے ساتھ **هَنِيئًا** رچتا اور بستا اس کے معنی کیا ہوتے ہیں جو دل پسند ہے جو دل کو چیز اچھی لگتی ہے اب اس کو کھاؤ اور جب کھاؤ تو اب کوئی غم نہ کرو اب کوئی فکر نہ کرو کیونکہ عام طور پر دنیا میں جب انسان کھاتا پیتا ہے تو ہر وقت کوئی غم پریشانی کہ سب کے لئے ہو پھر یہ کہ حلال حرام کی تمیز پھر یہ کہ بعض اوقات کھانا پینا چاہتا ہے حالات ہی ایسے نہیں ہوتے کہ وہ کھا پی سکے بعض اوقات وہ مہمان نوازی کرنا چاہتا ہے رشتہ داروں کو دینا چاہتا ہے خود اپنے بچوں کا خیال کرنا چاہتا ہے لیکن وہ چاہنے کے باوجود کچھ کر نہیں پاتا لیکن اب یہاں پر اس کو کہا جائے گا کہ کھاؤ پیو مزے سے اب آگے وجہ بتائی جا رہی ہے کیوں جنت میں اتنے اچھے درجوں پر، اتنی بلندی، اتنے پھل، اتنا مزہ ،اتنی لذتیں نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ان ساری باتوں کی اصل وجہ کیا تھی **بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ۔ أَسْلَفْتُمْ** سلف سے ہے اور ایک ہوتا ہے خلف پیچھے رہنا **اَسْلَفْ** کیا ہے آگے جو بڑھ جاتے ہیں تو **اَسْلَفْ** جو پہلے گزر گئے یعنی آگے بڑھ گئے **بِمَاْ اَسْلَفْتُمْ** جو تم آگے بھیج چکے **فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ** گزرے ہوئے دنوں میں اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے **الْخَالِيَةِ (خ ل و)** سے ہے اور اس کے معنی گزرے ہوئے کے ہیں۔ تو وہ دن جب تم اللہ کی بندگی کیا کرتے تھے جب مشکلات میں رہتے تھے حلال حرام کی تمیز کرتے تھے گو کہ وہ دن گزر چکے وہ نیکی جو تم نے بڑی مشکل سے کی لیکن اس کا اجر ہمیشہ کے لئے لکھ لیا گیا تو وہ جو گزرے ہوئے دن ہیں جو تم نے اللہ کی بندگی میں گزارے ہیں تو یہ گزشتہ دنوں کا بدلہ ہے جو دنیا میں تم نے نیکیاں کی تھیں **الْخَالِيَةِ** وہ گزر گئے بھولے بسرے ہوگئے لیکن وہ بھولے بسرے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ تو ان سب اعمال کو لکھتا جاتا ہے

آیت نمبر 25۔ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ

ترجمہ۔ اور جس کا نامۂ اعمال اُس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا "کاش میرا اعمال نامہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ اب دوسرے شخص کا انجام بتایا جا رہا ہے کہ رہا وہ شخص **مَنْ أُوتِيَ** جس کو دیا جائے گا **کِتَابَهُ** اس کا نامۂ اعمال اب ایک اور کردار ہے اب اس کی بھی ایک کتاب تیار ہو رہی ہے پہلی کتاب کس شخص کی تیار ہوئی؟ جو جنتی ہے جو دائیں ہاتھ والا ہے جو **اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَۃِ** ہے اب دوسرا کردار ہے اب یہ وہ ہے جو کہ بُرا کردار ہے **مَنْ أُوتِيَ** اس کو کتاب دی گئی ہے **أُوتِيَ** ماضی مجہول ہے اس کو کتاب دی گئی **بِشِمَالِهِ** اس کے بائیں ہاتھ میں تو شمال کسے کہتے ہیں؟ بائیں ہاتھ کو اور عرب لوگ اپنی محفل میں جس کو بائیں ہاتھ کی طرف بٹھاتے تھے اس کو اپنے لئے بُرا سمجھتے تھے جس کو اچھا سمجھتے تھے اس کو دائیں ہاتھ میں عزت کی جگہ دیتے تھے اب یہ ہے کہ اس کو نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا **فَيَقُولُ** پس وہ کہے گا پس وہ چیخےگا پس وہ روئے گا **يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ** اے کاش مجھ کو **لَمْ أُوتَ** نہ دیا ہوتا اور آپ دیکھیں اصل میں لَم **اُوتِیَ** ہے یہاں پہ تو **"ی"** گر چکا ہے علت کا **لَمْ أُوتَ** نہ دیا جاتا مجھ کو **كِتَابِيَهْ** اعمال نامہ میرا

آیت نمبر 26۔ وَلَمْ أَدْرِ مَاحِسَابِيَهْ

ترجمہ۔ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے

وَلَمْ أَدْرِ اور نہ میں جانتا اور **أَدْرِ** کا مادہ کیا ہے **(د ر ی)** اور نہ میں جانتا **مَاحِسَابِيَهْ** کیا ہے حساب میرا کاش کہ میرا جو نامۂ اعمال ہے میرے ہاتھ میں نہ دیا جاتا نہ مجھے پتہ چلتا کہ میں نے زندگی میں کیا کچھ کیا اور بعض اوقات آپ دیکھیں کہ ہنڈیا جب جل جاتی ہے تو پھر کیا کرتے ہیں اس کو چھپا دیتے ہیں چاہتے ہیں شوہر کے آنے سے پہلے ہی اس کو کہیں پھینک دیا جائے پھر اس کو ڈھکن زور سے دے دیتے ہیں کپڑے کاٹتے ہیں تو اُلٹا کٹ جائے خراب سل جائے اس کو بھی اِدھر اُدھر کہیں ڈال دیتے ہیں کٹی ہوئی چیز خراب چیز جلی ہوئی چیز اور کچرا وغیرہ کوئی آ گیا ہے پھر ہم اس کو اِدھر اُدھر کر دیتے ہیں تاکہ پتہ نہ چلے کہ کتنی گڑبڑ ہے اب یہاں پر کیا کہا جا رہا ہے کہ یہ بھی اس کی زندگی کی وہ گھڑیاں ہیں اس کی زندگی کے وہ شب و روز ہیں وہ اعمال ہیں وہ دن ہیں وہ گناہ ہیں وہ گناہوں کی گٹھڑیاں ہیں جو آج سب کے سامنے اس کو دی جارہی ہیں سارے اکھٹے ہیں آپ سوچیں کتنی رسوائی کی بات ہے جب 9/11 کا واقعہ ہوا تو ہم ائرپورٹ پر جب سفر کرتے تھے امریکہ کے اندر کی میں بات بتا رہی ہوں تو جو مسلمان تھے ان کے جو پاسپورٹ تھے اس پر وہ ایک خاص نشانی لگا دیتے تھے ایک کاغذ یا چٹ اور آپ دیکھتے تو آپ کو پتہ چلتا تھا سب کے اوپر نہیں لگاتے تھے لیکن کچھ پر وہ لگا دیتے تھے اور اکثر وہ مسلمانوں پر لگاتے تھے دوسروں پر بھی لگاتے ہوں گے چند ایک پر اب یہ کہ ان کو پھر لائن سے الگ کر لیتے تھے اور بڑا اس وقت محسوس ہوتا تھا کہ دیکھیں ہم مسلمان ہیں تو ہمارے ساتھ اب یہ سلوک کرتے ہیں تو ایک طرف کر کے پھر ان کے سامان کی تلاشی لینا ان سے پوچھ گچھ تو کتنی بے عزتی لگتی ہے کہ سب لائن میں کھڑے ہیں اور کچھ کو الگ کر دیا جائے اور اسی طرح دنیا میں مختلف رنگ استعمال کیے جاتے ہیں کہ ایک کے پاس گرین کارڈ ہے ایک کے پاس شہریت ہے دونوں کے پاسپورٹ کے رنگ مختلف ہیں۔ اسی طرح طالبعلموں کو سندیں مختلف دینا، کرسیوں پر مختلف نشان لگا دینا کہ ان کے یہ نمبر ہیں جیسے ایک دفعہ ایک جگہ نتائج کا اعلان ہو رہا تھا جو پہلی 10 پوزیشن والے لوگ تھے ان کے لئے gold star کا اعلان کیا گیا دوسرے جو تھے ان کے لئے silver star جیسے 100 سے 95 تک 95 gold star سے 90 تک silver star اور پھر 90 سے 80 تک ان کے لئے کانسی bronze پھر اس کے بعد نیچے جو ہیں۔ تو آپ دیکھیں کہ اس وقت

لوگ خوشی سے بول رہے تھے کہ دیکھیں ہمیں تو gold star ملا ہے۔ اصل بات کیا ہے جس طرح دنیا میں بھی بچے بھاگ کے گھر آ کر بتاتے ہیں کہ ہم student of the week ہیں student of the month ہیں اور man of the match تو دنیا میں بھی ایسا ہوتا ہے اور پھر کیا ہے کہ آپ yahoo پر دیکھیں خبریں روز آتی رہتی ہیں ابھی پچھلے دنوں کیا تھا کہ beauty queen کیا ہے خوبصورتی کی شہزادی یا فلاں ملک کی فلاں تو نمایاں کیا جاتا ہے۔ برے لوگوں کو بھی نمایاں کیا جائے گا اور وہ شخص کہے گا کہ کاش مجھے میرا نامۂ اعمال نہ دیا جاتا **وَلَمْ أَدْرِ مَاحِسَابِيَهْ** کہ کاش میں نہ جانتا کیا تھا میرا حساب

آیت نمبر 27۔يَا لَيْتَـهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ

کاش میری وہی موت (جو دنیا میں آئی تھی) فیصلہ کن ہوتی

يَا لَيْتَـهَا اے کاش **كَانَتِ** ہو جاتی **الْقَاضِيَةَ** یہ قضاء سے ہے اور کس کے لئے آیا ہے موت کے لئے کہ کاش موت ہی میرا فیصلہ کر دیتی کیونکہ وہ یہ کہیں گے کہ ہماری خوابگاہوں سے ہمیں کس نے اٹھا کھڑا کیا وہ تو کہیں گے کاش کے قبر کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوتی حالانکہ وہاں بھی عذاب ہو رہا ہوگا تو وہ کہیں گے کاش کہ ہماری موت ہی ہمیں ختم کر دیتی

آیت نمبر28۔ مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ۜ

ترجمہ۔ آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا

مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ۜ کام نہ آیا میرا مال میرے،کچھ لوگوں نے **"مآ"** کا ترجمہ نافیہ کا کیا ہے کہ وہ سارا میرا مال جو میں نے جمع کیا تھا بڑی حسرت کے ساتھ اور افسوس کے ساتھ کہے گاکہ آج میرا مال میرے کسی کام نہیں آیا اور آپ دیکھ لیں کہ جو مال کسی کو دیتے نہیں تو ان کا حال کیا ہوتا ہے **فَذَٰلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ () وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ (2,3۔ الماعون)** وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اکساتا۔ جو اپنے مال کو جمع کر کر کے رکھتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ **الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ (2۔ الھمزہ)** مال کو جمع بھی کیا اور گن گن کر رکھا وہ سارا مال جو زندگی بھر میں جمع کرتا رہا اتنی حسرت کے ساتھ اتنے اہتمام کے ساتھ بینک بیلنس، کوٹھی، بنگلہ فیکٹریاں، زیورات بھلا یہ میرے کسی کام بھی نہ آیا بڑی حسرت کے ساتھ وہ کہے گا **مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ ۜ** بعض مفسرین نے مَا کو استفہامیہ کہا ہے اگر میں صرف نافیہ اور استفہامیہ بولوں تو مجھے اجازت ہے اب آپ کو سمجھ آتی ہے **(الحمدللہ) ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (4۔ الجمعہ)** یہ اس کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے دیتا ہے، اور وہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ اب یہاں پر **مَا** کو ہم استفہامیہ کہیں تو پھر ترجمہ کیسے کریں گے پھر اس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ بڑی حسرت سے کہے گا کہ جو مال اتنے اہتمام سے جمع کیا بھلا وہ آخر کس کام آیا اب پھر **"مَا"** کا ترجمہ کیا ہے ؟ کس، کیا۔ تو وہ میرے

کیا کام آیا، وہ میرے کس کام آیا وہ اپنے آپ سے سوال پوچھے گا وہ اپنے آپ سے باتیں کرے گا **مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ**ۜ اور مال کیسے پھر لوگ جمع کرتے ہیں یتیم کو اس کا حق نہیں دیتے، زکوٰۃ نہیں دیتے، انفاق نہیں کرتے، بیوی بچوں پر بعض شوہر خرچ نہیں کرتے **بخل** اور **شُحّ** ان کے اندر پایا جاتا ہے اور بعض لوگ اللہ نے جو بندوں کے ان پر حقوق رکھے ہیں ان پر خرچ نہیں کرتے اور بعض تو اتنے بدقسمت ہوتے ہیں اپنے اوپر بھی خرچ نہیں کرتے ان کو خرچ کرنا آتا ہی نہیں لگتا ہے جان نکل جائے گی اگر ان کو خرچ کرنے کیلئے کہا جائے گا **مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ**ۜ تو جو جتنا خرچ کرے گا اللہ اس کو اتنا زیادہ دیتا ہے ایک ہاتھ سے انسان دیتا ہے اور اللہ دوسرے راستے سے اس کو واپس دیتا چلا جاتا ہے پھر وہ کہے گا

آیت نمبر 29۔ هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ

ترجمہ۔ میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا

هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ جاتی رہی میرے ہاتھ سے میری سلطنت اور سلطان کے دو معنی ہیں ایک معنی ہیں بادشاہی اور اقتدار اور اس سے مراد وہ علاقہ ہوتا ہے جو کسی شخص کے اقتدار میں ہو جہاں پر اس کی پوری بادشاہت ہو جتنی اس کی حکومت کی حدود ہیں دوسرے اس کے معنی ہوتے ہیں حجت دلیل اور برہان۔ اب وہ یہ کہے گا کہ میری بادشاہت اور جو میں حجت بازی کیا کرتا تھا اور میں جو دلیلیں دیا کرتا تھا کہ مرنا ہی کوئی نہیں ہے مروں گا تو پھر زندہ نہیں ہونا تو کوئی چیز بھی میرے کسی کام نہیں آئی اور آپ کو پتہ ہے کہ قیامت جب آئے گی وہ تو آئے گی ہی دنیا میں بھی بادشاہتیں کام نہیں آتیں عراق کے بادشاہ کا کیا نام ہے ؟ **صدر صدام حسین** ایک زمانہ تھا کہ اس کی بڑی بڑی تصویریں سارے عراق میں لگی ہوئی تھیں پھر ایک زمانہ ایسا آیا کہ کہ وہ چھپتا رہا اور بھاگتا رہا پھر وہ ڈرتا رہا کیا اس کی بادشاہت کیا اس کا اقتدار کیا اس کی کرسی کیا اس کا تخت اس کے کام آیا ؟اسی طرح ایران کا بادشاہ (شاہ ایران) بھی چھپ گیا اس نے کسی اور ملک کی پناہ لی اس کا اقتدار کسی کام نہ آیا اور پھر دور کیوں جاتے ہیں آپ مغلیہ دور کو دیکھیں جب مغلیہ حکومت پر زوال آیا تو بہادر شاہ ظفر کو رنگون میں قید کر دیا گیا حتیٰ کہ انگریز نے اس کو اس کے ملک سے بھی باہر نکال کھڑا کیا اور وہاں پہ جیل میں تھا اور اس نے شعر کہے ان میں سے ایک شعر یہ بھی ہے کہ

ؔ کتنا ہے بدنصیب ظفر دفن کے لئے دو گز زمین نہ ملی کوہ یارمیں

ظفر اتنا بدنصیب ہے کہ اپنے ملک دفن ہونے کے لئے دو گز زمین نہ ملی یہ ہے انسان کا اقتدار یہ ہے انسان کی بادشاہت یہ ہیں اس کے محلات

آیت نمبر 30۔ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ

ترجمہ۔ (حکم ہو گا) پکڑو اِسے اور اِس کی گردن میں طوق ڈال دو

خُذُوهُ پس پکڑو اس کو **فَغُلُّوهُ** پس طوق پہنا دو اس کو **(غ ل ل)** تو **غِل** طوق، زنجیر کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کچھ تو زنجیریں ہوتی ہیں لوہے کی جو نظر آتی ہیں **اَغْلَال** آپ پڑھ چکی ہیں پہلے بھی اور

کچھ زنجیریں ہوتی ہیں جو دلوں کو جکڑ لیتی ہیں کینہ کدورت کی زنجیریں تو جب دل جکڑے جاتے ہیں پھر انسان ہاتھ نہیں بڑھاتا کہ سلام کرے پھر پیٹھ کر لیتا ہے پھر اپنا چہرہ محبت کرنے والے بہن بھائی کی طرف نہیں کرتا پھر وہ سلام کا جواب نہیں دیتا پھر وہ روٹھوں کو مناتا نہیں اورکوئی منائے تو پھر وہ مسکراتا نہیں تو یہ زنجیریں جو ہیں یہ **غِل** جن کے دلوں میں غل ہیں تو پھر قیامت کی دن بھی ان کے لئے **غِل** ہیں تو کیا کرنا چاہئے کہ دلوں سے کفر شرک نفرت حسد و بغض ،عداوت اور منافقت کے **غِل** نکال دینے چاہیں اب وہ مجرم کے حیثیت سے اللہ کے پاس ہیں اب اللہ کی طرف سے فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ ان کو پکڑ لو اب وہ کہیں بھاگ نہیں سکیں گے سورۃ الرحمان میں آپ نے پڑھا کہ اللہ تعالی جب انہیں حکم دیں گے کہ ذرا تم زمین اور آسمان کے کناروں سے بھاگ کر تو دکھاؤ **يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ (33-الرحمٰن)** اے گروہ جن و انس، اگر تم زمین اور آسمانوں کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ دیکھو نہیں بھاگ سکتے اِس کے لیے بڑا زور چاہیے وہ لفظ کیا ہے **لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ.** پھر نہیں وہ بھاگ سکیں گے اس کے لئے تو بڑا ایک authority letter (اختیار نامہ، اجازتی مراسلہ)چاہئے اور وہ ان کے پاس ہوگا نہیں تو یہاں پہ بھی یہی لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ اب ان سے کہا جائے گا کہ ان کو پکڑو اور زنجیروں کے ساتھ ان کو باندھ دو تو **غُلّ (غ ل ل)** مصدر ہے

آیت نمبر 31۔ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ

ترجمہ۔ پھر اِسے جہنم میں جھونک دو

ثُمَّ الْجَحِيمَ پھر جہنم میں، پھر آگ کے ڈھیر میں **صَلُّوهُ** ڈال دو اس کو۔ تو آگ کا ڈھیر ہے اور آگ کے ڈھیر کے اندر اس کو ڈال دیا جائے اس کے معنی کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ یہ ہیں میرے نافرمان یہ بچ کر نہ جانے پائیں زنجیروں کے اندر جکڑ کر ان کو جہنم کے اندر جھونک دیا جائے یہ ہیں دولت کو گن گن کر جمع کرنے والے سرمایہ دار اب بھاری زنجیروں کے ساتھ ان کو جکڑا جائے گا

آیت نمبر 32۔ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ

ترجمہ۔ پھر اِس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو

ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ پھر زنجیر ہے **سِلْسِل** اب آپ دیکھ لیجئے **سِلْسِلَةٍ** اب اتنا ہی کافی تھا کہ پیچھے جو کہہ دیا **فَغُلُّوهُ** اور اب یہاں پھر**سِلْسِلَةٍ** کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے معنی کیا ہیں؟ یہ لفظ بھی زنجیر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اللہ رب العزت کیا بتا رہے ہیں کہ اب مزید ان سے کہا جائے گا کہ ان کو جس زنجیر میں ڈالا جائے **ذَرْعُهَا** اُس کا طول کتنا ہونا چاہئے؟ **سَبْعُونَ ذِرَاعًا** 70 گز اور **(ز ر ع)** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ بازو آپ نے پڑھا ہے گز کے لئے جو آپ استعمال کرتی ہیں تو اب کہا جائے گا کہ

ان کو 70 گز جو زنجیریں ہیں ان کے اندر جکڑ دیا جائے چھوٹی موٹی زنجیر نہیں **ذِرَاعًا** کہتے ہیں کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے آخر تک کا حصہ اور اس کا ترجمہ عموماً ہاتھ لیا جاتا ہے یا پھر اتنی لمبائی جتنی کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے آخر تک ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں 50 سے 70 سینٹی میٹر تقریباً 20 انچ سے 28 انچ بعض نے اس کا ترجمہ پھر گز کا بھی کیا ہے تو اب کیا کہا جائے گا کہ جس زنجیر کے اندر ان کو باندھنا ہے اس کی لمبائی **سَبْعُونَ،** سَبَع ہوتی تو 7 اور **سَبْعُونَ** کیا ہے؟ 70- تو 70 گز اس کی لمبائی ہونی چاہئے آپ سوچیں کہ کتنی شدت ہے اتنی لمبی زنجیر تو کس طرح سے اس کو زنجیر کے اندر جکڑ دیا جائے گا تو **سَلَاسِل** جمع ہے **سِلْسِلَۃٌ** واحد ہے اور **سَلَّ** کے معنی ہوتے ہیں ایک چیز سے دوسری چیز کو کھینچ لینا جیسے سلسلہ ایسی زنجیر جس کی ایک کڑی سے دوسری کڑی نکلتی چلی جاتی ہے تسلسل بھی اسی سے ہے ایک چیز کا دوسری چیز سے مربوط ہوتے چلا جانا اور **سَلَاسِل** جو زنجیروں کا پہلا درجہ ہے درمیان میں **اَصْفَاد، اَنْکَال** آتا ہے اور آخری درجہ **اَغْلَال** کا ہے اس کا واحد **غُل** ہے اور اس کی جمع **غُلُوْل** ہےاور **اَغْلَال** بھی۔ اور بہرحال دونوں یہاں پہ استعمال ہوگی ابتداء بھی اور اختتام بھی تو دونوں طرح کی زنجیروں میں ان کو جکڑ دیا جائے۔ **فَاسْلُکُوہُ** کا معنی ہوتے ہیں کہ کسی کو کسی چیز کے اندر پرو دینا جیسے موتی دھاگے کے اندر پروئے جاتے ہیں تو اسی سے **سالک** جیسے ایک راستے پر بالکل سیدھا ہو کر چلنے والا **سالکہ** لوگ نام بھی رکھتے ہیں تو اب ان کو زنجیروں کے اندر ایسے جکڑو، زنجیروں میں ایسے داخل کرو جیسے کہ اس کے اندر پرو دو، اس کے اندر داخل کر دو **فَاسْلُکُوہُ** اب آگے بتایا جا رہا ہے کہ اتنی سخت سزا کیوں ہے ان کی **أَصْحَابُ الشِّمَالِ** کا یہ جو برا انجام ہے یہ کیوں ہے اس میں خاص طور پر دو باتیں آتی ہیں

آیت نمبر 33۔ إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ

ترجمہ۔ یہ نہ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لاتا تھا

إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ بے شک یہ وہ شخص تھا جو ایمان نہیں لاتا تھا اللہ عظیم پر یہ اتنا بد قسمت تھا کہ اللہ برتر پر ایمان نہیں لاتا تھا **الْعَظِيمِ** برتر تو پہلا اس کا جرم جو سب سے بڑا جرم ہے وہ یہ کہ اتنا بڑا اللہ عظیم اللہ تعالی اللہ کریم یہ اس پر ایمان ہی نہ لایا یہ اللہ کا انکاری تھا دوسرا جرم کیا ہے

آیت نمبر 34۔ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ

ترجمہ۔ اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا

وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ اور یہ ترغیب نہیں دلاتا تھا کس چیز کی؟ مسکین کو کھانا کھلانے کی اور مسکین کے کھلانے پر رغبت نہیں دلاتا تھا اب یہاں پر یہ نہیں کہا جارہا کہ وہ خود مسکین کو کھانا نہیں کھلاتا تھا بلکہ اس کا جرم جس کی بنا پر اتنی شدید اس کو سزا دی جارہی ہے کہ یہ لوگوں کو آمادہ ہی نہیں کرتا تھا کہ مسکین کو کھانا کھلایا جائے سورۃ الماعون میں بھی ہے **وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ (3۔ الماعون)** اور مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اکساتا تو اصل میں **(ح ض ض)** کے معنی ہوتے ہیں

کہ کسی کو ترغیب دلانا، کسی کو آمادہ کرنا، کسی کو اکسانا۔ عام طور پر انسان کسی کو وہی کام کہتا ہے جو خود کر رہا ہوتا ہے تو جب انسان خود ہی نہیں کر رہا دوسروں کو کیسے کہے جب خود خرچ نہیں کر رہا تو دوسروں کو کیسے کہے کہ مسکینوں پر خرچ کریں جب خود کھانا نہیں کھلا رہا تو دوسروں کو کیسے کہے کہ تم مسکینوں کو کھانا کھلاؤ تو دولت اکٹھا کرنے والا چھوٹی چھوٹی چیزوں کے معاملے میں تنگدلی کرنے والا اور دکھاوے کی نیکیاں کرنے والا اب یہ جو شخص ہے یہ ہے اس کی فردِ جرم اس میں آپ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ اللہ رب العزت کو یہ بات سخت ناپسند ہے کہ اللہ کے بندوں کے جو حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں تو ان کی ادائیگی نہ کی جائے یا ان کے بارے میں انسان سنجیدہ نہ ہو اور اس پر جب اللہ تعالیٰ پکڑیں گے تو ایسا پکڑیں گے جیسا کہ پکڑنے والا پھر کوئی اور نہیں ہوگا اور آپ دیکھیں کہ سورۃ الدہر میں ہمیں اسی طرح کا ملتا ہوا مضمون ملتا ہے کہ جو لوگ جنت میں جائیں گے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیسے ان کی تعریف کرتے ہیں **وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا () إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا(9,10- الانسان)** اور اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (اور اُن سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔ کہ وہ کیا کرتے تھے کھانا کھلاتے تھے اللہ کی رضا چاہتے تھے اور یہ لوگ کیسے ہیں کہ یہ مسکین کو کھانا کھلانے والے نہیں ہیں اب دو ان کے بڑے بڑے جرم ہیں

آیت نمبر 35- فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ

ترجمہ۔ لہٰذا آج نہ یہاں اِس کا کوئی یار غم خوار ہے

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ پس نہیں ہے آج ان کے لئے **هَاهُنَا** اس کے معنی کیا ہیں کہ **هَا** جیسے اشارہ کریں کسی چیز کی طرف کہ یہ اور **هُنَا** بس یہی تو **هَاهُنَا** بس یہاں پہ یہی ہے **حَمِيمٌ** کوئی دوست آج ان کے لئے کوئی **حَمِيمٌ** نہیں ہے اصل میں آپ پڑھ ہی چکیں **حَمِيمٌ** شدید گرمی کو کہتے ہیں جذبات کی گرمی اور **حُمّٰی** بخار کے لئے بھی آتا ہے اور **حَمِيمٌ** گہرے جذبات رکھنے والا خوب گرم جوشی سے دوستی کرنے والا اب یہ کہ کوئی ان کے لئے ایسا جگری دوست نہیں ہے گرم جوش دوست نہیں ہے کہ یہ جو اتنی مصیبت میں ہے کہ 70 زنجیروں کے اندر جکڑا ہوا آگ کے ڈھیر کے اندر زنجیروں میں پرویا ہوا ہے اتنی بے بسی کہ **مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ۜ () هَلَكَ عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ()** ان ساری باتوں کے باوجود جگری دوست ان کے کام نہیں آئیں گے کوئی نہیں ہے ان کا جگری دوست۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جگری دوست ان کو نظر نہیں آئیں گے؟ نہیں نظر تو آئیں گے جگری دوست ان کو دکھائے جائیں گے لیکن وہ ان کو پہچانیں گے بھی نہیں تو قرآن مجید میں اور جگہ پر یہ مضمون آتا ہے کہ جگری دوست ان کو دکھائے جائیں گے لیکن وہ اپنے دوستوں کو پہچانیں گے بھی نہیں حالانکہ پتہ چل جائے گا یہ ہمارے دوست ہیں لیکن ایسا آپا دھاپی کا وقت ہوگا کہ اس وقت وہ ان کی کوئی مدد نہیں کریں گے تو جگری دوست آج ان کے کسی کام نہیں آیا

آیت نمبر 36- وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ

ترجمہ۔ اور نہ زخموں کے دھوون کے سوا اِس کے لیے کوئی کھانا

اور نہ زخموں کے دھوون کے سوا کوئی کھانا ہے ان کے لئے **غِسْلِينٍ (غ س ل)** یہ کسے کہتے ہیں ؟ یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے عام طور پر جیسے پیپ کے لئے ،زخموں کے دھوون کے لئے تو اب یہاں پر یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ آج ان کے لئے صرف اور صرف زخموں کا دھوون ہے جیسے جلا ہوا پھولا ہوا جو جسم ہے اور زخموں سے پانی رس رس کر آتا ہے تو جب اس کو پیاس لگے گی تو کہا جائے گا کہ اچھا اب یہ پیو اور اس وقت کیسے پیئیں گے وہ پینا نہیں چاہیں گے اور آپ دیکھیں جیسے **غُسل** کرنا کہ نہاتے ہیں تو پانی پھر گرتا ہے تو زخموں کے دھوون کو **غِسل** کہا جاتا ہے **" غ"** کے نیچے جب زیر آ جائے تو پھر **غِسْلِينٍ** کے معنی کیا ہے ؟گویا کہ جہنمیوں کے زخموں سے جو پیپ بہہ رہی ہوگی وہ ان کو پینے کے لئے دی جائے گی اور آپ دیکھ لیں کہ سورۃ الغاشیہ میں آتا ہے کہ کیا چیز ان کو پینے کو دی جائے گی **تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ () لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ (5,6۔ الغاشیہ)** کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا۔ کانٹے دار درختوں کے سوا اور کچھ کھانا نہ ہوگا **لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ (7۔ الغاشیہ)**جو نہ موٹا کرے نہ بھوک مٹائے۔ **وَلَا طَعَامٌ** کوئی کھانا نہیں ہے **إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ** مگر زخموں کا دھوون ہے پیپ ہے

آیت نمبر 37۔ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ

ترجمہ۔ جسے خطا کاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا

لَا يَأْكُلُهُ نہیں کھاتے اس کو **إِلَّا الْخَاطِئُونَ** مگر خطاکار ،مگر گناہگار تو **خَاطِئ** جو ہے واحد ہے اور **خَاطِئُونَ** اس کی جمع ہے تو یہ **خَاطِئ** یا **خَاطِئُونَ** یہ کون لوگ ہوتے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ جان بوجھ کر خطائیں کیا کرتے تھے جو جان بوجھ کر اللہ کی نافرمانی کیا کرتے تھے تو انہوں نے جب غلطیاں کیں تو جان بوجھ کر غلطیاں کیں کبھی سوچا بھی نہیں کہ اللہ کا حکم کیا ہے اور اللہ کس چیز سے منع کرتا ہے تو زندگی بھر اپنی رنگ رلیاں کرتے رہے اپنے مزے کرتے رہے تو اب ان کو جہنم کے اندر ڈال دیا جائے گا تو آپ دیکھیں کہ اب یہاں پر **الْخَاطِئُونَ** کہہ کے ان کی پورے جو جرائم کی زندگی ہے اس کو ایک لفظ کے اندر سمیٹ دیا گیا ہے تو گناہگارکے لئے قرآن میں **اُثِمْ** استعمال ہوتا ہے اسی طرح **خَاطِئ، مُجْرِمْ، فَاسِقْ، فَاجِرْ** تو **خَاطِئ** یہ کون ہے؟ یہ خطاکار ہے گناہگار ہے تو بعض کہتے ہیں کہ جیسے **اُثِمْ** ہے کہ جان بوجھ کر گناہ کرنا(کبھی کبھار) تو **خَاطِئ** جس سے بھول چوک سے گناہ ہو جائے اور بعض کہتے ہیں کہ **خَاطِئ** صرف ایسے نہیں کہ بس بھول چوک سے گناہ ہو جائے بلکہ پھر اپنے گناہوں کو اس نے اپنی معمول ہی بنا لیا پھر کرتا چلا گیا تو بھول چوک بھی اس میں آ جاتی ہے اور پھر جان بوجھ کر کرنا بھی۔